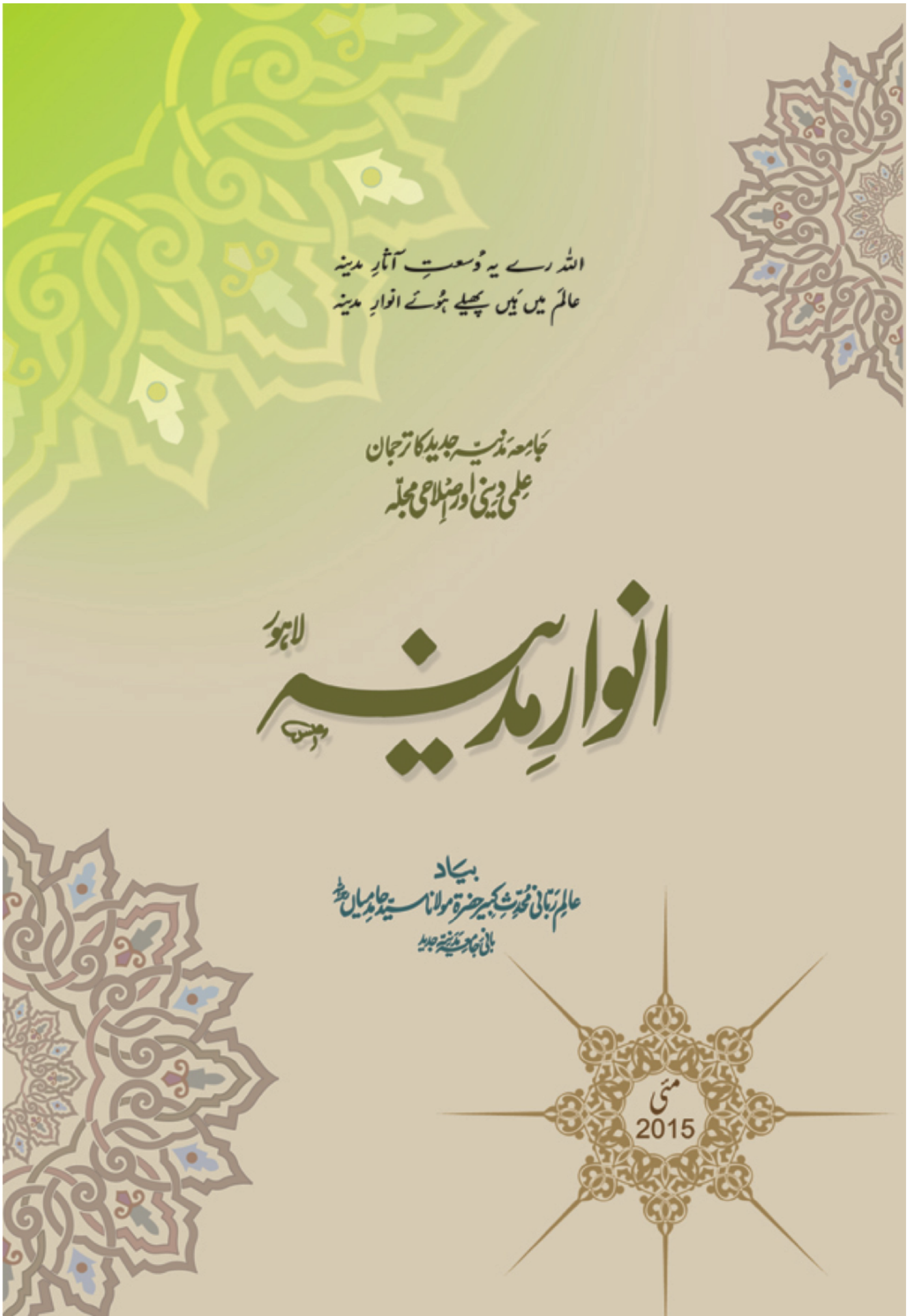
اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بیاد
عالمِ ربّانی مُحدّثِ کبیر حضرة مولانا سیّد حامد میاں ؒ
بانیٔ جامعہ مدنیہ جدید
مئی
2015

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۵	رجب المرجب ۱۴۳۶ھ / مئی ۲۰۱۵ء	جلد : ۲۳

سیّد محمود میاں مُدیر اعلیٰ	سیّد مسعود میاں نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب،متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت،بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ،اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اَکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۸
رُوح کیا ہے ؟	حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب ؒ	۱۵
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی ؒ	۳۰
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفی صاحب وہبہ	۳۴
شبِ براءت .... فضائل و مسائل	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۰
شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ	جناب مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ثانی	۴۶
با حجاب خواتین کی نمائندگی سے عاری ہمارا میڈیا	محترمہ قرۃ العین فاطمہ صاحبہ	۵۶
بانئ جامعہ کا مختصر تعارفی خاکہ	محبوب علی، متعلم جامعہ مدنیہ لاہور	۵۹
اَخبار الجامعہ		۶۲

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

اُردو کے قومی زبان ہونے کے حوالہ سے ہم نے بارہا کہا ہے کہ ہماری قومی اور علاقائی زبان ہونے کی حیثیت سے یہ زبان بجا طور پر سرکاری اور دفتری زبان ہونے کی حقدار ہے دینی و دُنیاوی علوم وفنون کا بہت بڑا ذخیرہ اُردو پر مشتمل ہے، ہماری آنے والی نسلوں کا اِس سے جڑا رہنا نہایت ضروری ہے تاکہ اُن کا دینی، تہذیبی اور ثقافتی تشخص زندہ رہ سکے، جن قوموں نے بھی اپنی زبان، لباس وثقافت کو نظر اَنداز کیا وہ اپنی آزادی کو برقرار نہ رکھ سکیں اُن کا تمدن اور تہذیبیں گھپ اَندھیروں میں کھو گئیں اور آج اُن کا کہیں نام ونشان باقی نہیں رہا۔

دُنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک میں اُن کی علاقائی زبانوں ہی میں تمام سرکاری اور دفتری اُمور اَنجام دیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے کارگزاری آسان ہو جاتی ہے اور قوم کا ہر فرد ترقی کی دوڑ میں شامل ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

گزشتہ کئی ماہ سے قومی اَخبارات میں اُردو کو سرکاری اور دفتری زبان قرار دیے جانے کے حوالہ سے خبریں شائع ہو رہی ہیں خدا کرے کہ اِن خبروں کے مطابق عمل ہو جائے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ملکی آئین کو سامنے رکھتے ہوئے اُس سے بھی اِس سلسلہ میں رہنمائی حاصل کریں چنانچہ اِس موقع پر ملکی دستور کی چند دفعات پیش کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیں :

آئین ۱۹۷۳ء کی دفعہ 251(1) کے مطابق :

251(1)"The National Language of Pakistan is Urdu, and arrangements shall be made for its being used for official and other purposes within fifteen years from the commencing day."

(2)Subject to Clause : (i) The English language may be used for official purposes until arrangements are made for its replacement by Urdu.

۲۵۱(۱) پاکستان کی قومی زبان اُردو ہے اور یومِ آغاز سے پندرہ برس کے اَندر اَندر اِس کو سرکاری و دیگر اَغراض کے لیے اِستعمال کرنے کے اِنتظامات کیے جائیں گے
(۲) شق نمبر ا کے تابع اَنگریزی زبان اُس وقت تک سرکاری اَغراض کے لیے اِستعمال کی جاسکے گی جب تک کہ اِس کے اُردو سے تبدیل کرنے کے لیے اِنتظامات نہ ہوجائیں۔

دستورِ پاکستان کی یہ دفعہ بالکل واضح اور صاف ہے اِس دفعہ نے تین باتوں کی نشاندہی کی ہے :

(۱) پاکستان کی قومی زبان ''اُردو'' ہے۔

(۲) قومی زبان ''اُردو'' کو سرکاری مقاصد اور دیگر اَغراض کے لیے اِستعمال کیا جائے۔

(۳) قومی زبان کو سرکاری و دیگر اَغراض کے اِستعمال کرنے کا عمل پندرہ سال کے اَندر اَندر مکمل کیا جائے، اِس دوران اَنگریزی زبان کے اِستعمال کی رُخصت شق نمبر ا کی پابند ہے۔

دستورِ پاکستان کے صفحہ ۲۶۸ پر ممبرانِ ایوان (سینٹ وغیرہ) کی پاکستان کے ساتھ وفاداری کے اِقرار کے بعد یہ کہا گیا ہے :

.... and that i will preserve , protect and defend the constitution of the Republic of Pakistan.

''.........اور یہ کہ میں اِسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کو برقرار رکھنے کے لیے
اُس کی حفاظت اور دفاع کروں گا۔''

اِس حلف نامہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ تمام اَراکینِ ایوان کی تین بنیادی ذمہ داریاں ہیں :

(۱) دستور کی بقاء

(۲) دستور کا تحفظ

(۳) دستور کا دفاع

گویا حلف اُٹھانے والا ہر رُکن یہ اِقرار کرتا ہے کہ اِس ایوان کی اور میری ذاتی ذمہ داری ہے کہ میں اِن تینوں اُمور کی فکر کروں اور تینوں کے خلاف جو بھی بات ہو اُس کی اِصلاح کے لیے ہر مؤثر ذریعہ اِختیار کروں۔

اپریل ۱۹۷۳ء میں یہ دستور پاس ہوا اور ۱۴/ اگست ۱۹۷۳ء میں نافذ ہوا، اِس دستور کے نفاذ کو ۱۴/ اگست ۱۹۸۸ء میں پندرہ سال مکمل ہو گئے اور آج (۲۰۱۵ء میں) بیالیس سال ہو گئے لیکن دستور کی اِس شق پر عمل درآمد نہ ہو سکا جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم مجموعی طور پر دستورِ پاکستان کی ۱۴/ اگست ۱۹۸۸ء سے خلاف ورزی کر رہے ہیں اور ۱۴/ اگست ۱۹۸۸ء کے بعد سے ہر گزرنے والا دِن سیاسی گناہ کا دِن ہے۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیے کہ ۱۹۷۳ء کے دستور سے پہلے ۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۲ء کے بھی دونوں دستوروں میں اِس اَمر کو واضح کیا گیا تھا کہ اَنگریزی کی جگہ اُردو کو دی جائے گی، ملاحظہ فرمائیں :

۱۹۵۶ء کے دستور کی دفعہ ۲۱۴ میں اَنگریزی زبان کی جگہ اُردو زبان کو قومی زبان کے نفاذ کے لیے بیس برس (یعنی ۱۹۷۶ء تک) مقرر کیے گئے، ساتھ ہی یہ بھی طے کیا گیا تھا کہ دس سال بعد (یعنی ۱۹۶۶ء میں) اِس بارے میں سفارشات کی تدوین کے لیے کمیشن مقرر کیا جائے گا لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

۱۹۵۶ء کا یہ دستور صرف دو سال کی عمر پا کر اَکتوبر ۱۹۵۸ء ہی میں منسوخ ہو گیا، اِس کے بعد

۱۹۶۲ء میں ایک اور دستورِ پاکستان تشکیل دیا گیا اور اُس دستور کی دفعہ ۲۱۵ میں اعلان کیا گیا کہ ۱۹۷۲ء میں ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو اَنگریزی کی جگہ اُردو زبان کو جگہ دینے کے لیے سفارشات مرتب کرے لیکن پھر وہی ہوا اور مارچ ۱۹۶۹ء کے مارشل لاء نے اِس نوعمر دستور کی بساط لپیٹ دی۔

بعد اَزاں ۱۹۷۳ء کے دستور کی مذکورہ بالا دفعہ (۱)۲۵۱ میں اُردو زبان کے نفاذ کے لیے پندرہ سال طے کیے گئے لیکن اِس عظیم مقصد کے حصول میں تمام حکومتیں آج تک غفلت برتی رہی ہیں اور دستوری تقاضے پورے نہیں کر رہیں۔ جمہوری حق رکھتے ہوئے ہم اپنے حکمرانوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومتی اَراکین کو قومی مفاد کے پیشِ نظر دستوری تقاضوں کو متعین کرنا چاہیے اور اِن تقاضوں کی اَدائیگی میں اگر حقیقی رُکاوٹیں اور موانعات ہیں تو اُن کی نشاندہی کرنی چاہیے اور یہ بھی بتانا چاہیے کہ اِن موانعات اور رُکاوٹوں کو کیسے دُور کیا جائے ؟ نیز یہ کہ تعصّبات، سیاسی مفادات اور مفاد پرست طبقات کو بھی (اگر ہیں تو) نمایاں کرنا چاہیے اور اِن اُمور کے اِظہار کی جرأت ہماری سیاسی قیادت کو حاصل ہونی چاہیے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جمعیۃ علماء اِسلام کو جب بھی حکومت بنانے کا موقع مِلا اُس نے فوری طور پر دستوری تقاضوں کے مطابق اپنے صوبہ میں قومی زبان اُردو کو سرکاری زبان کے طور پر نافذ کر دیا تھا۔ قائدِ جمعیۃ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ (م: ۱۹۸۰ء) نے بھی اپنے دورِ حکومت میں اور اَکرم خان دُرانی صاحب نے بھی اپنے دورِ حکومت میں اُردو زبان کو سرکاری زبان کے طور پر رائج کر دیا تھا تو کیا وجہ ہے کہ صوبائی حکومتیں تو محدود وسائل اور رُکاوٹوں کے ساتھ دستوری تقاضے پورے کریں اور وفاقی حکومتیں اِن اُمور کے نہ ہونے کے باوجود دستوری تقاضے پورے کرنے میں پس و پیش سے کام لیں۔

اِن تمام معروضات کے بعد ہمارا مطالبہ ہے کہ دستورِ پاکستان کی صریح خلاف ورزی کو روکا جائے، قومی زبان ''اُردو'' کو قبول کیا جائے اور تمام تر دستوری تقاضے پورے کیے جائیں، پوری قوم کا بھی یہی مطالبہ ہے اور قومی و ملّی مفاد بھی اِسی میں ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ اِنتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

''تقدیر'' کا مسئلہ آسان کر دیا بس اِیمان رکھو چاہے حل نہ ہو جنت اِنعام میں مِل جائے گی

''اِرادہ'' اور ''رضا'' میں فرق ہوتا ہے۔ اِس کائنات کا نظام ''تدریجی'' ہے

(کیسٹ نمبر 84 سائیڈ A 1988 - 02 - 14)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے جن چیزوں پر اِیمان بتایا ہے اُن میں تقدیرِ اِلٰہی بھی ہے ہر مسلمان کا اِیمان ہے کہ جو وجود میں آرہا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو اِیمان کے کلمات ہیں اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی.

یعنی تقدیر جو بھی ہے بہتر ہو یا بہتر نہ ہو سب اللہ کی طرف سے ہے خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی سب اللہ کے علم میں ہے یہ نہیں ہے کہ بغیر اُس کے اِرادے کے کوئی چیز وجود میں آرہی ہو ایسا نہیں ہے جو چیز بھی وجود میں آتی ہے اُس کا اِرادہ ہے لیکن ''اِرادہ'' ''رضا'' نہیں ہوتا ہر جگہ ﴿وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ ﴾ اپنے بندوں کے لیے وہ کفر پر راضی نہیں ہے اُس کو اپنی خوشنودی سے نہیں نوازتے۔

تو حق تعالیٰ نے یہ عالَم جو پیدا فرمایا ہے یہ کیا ایسے ہے کہ بے سوچے سمجھے ہو گیا ایسے نہیں ہے تمام چیزیں مرتب ہیں اور تمام چیزیں حساب سے ہیں اور ایسا پختہ حساب اور نظام ہے کہ اُس میں ذرّہ

برابر فرق نہیں آتا لمحہ بھر کا بھی فرق نہیں آتا ﴿مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ جو کچھ ہم نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین میں وہ سب حق پیدا کیا ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ﴿رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً﴾ جو کچھ تو نے پیدا فرمایا ہے یہ، کوئی چیز اِس میں باطل نہیں سب حق ہے یعنی صحیح ہے اور سچ ہے تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ حق پیدا کیا یعنی صحیح پیدا کیا اور یہاں کی تمام چیزوں کو ایک خاص نظام عطا فرمادیا، یہ عطا فرمانا اُس کے اِختیار سے ہے۔

تدریجی عمل، بلا سبب کچھ نہیں :

نظام ایک یہ بنادیا کہ تمام چیزیں آہستہ آہستہ ہوں گی ﴿ھُوَالَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ﴾ اللہ تعالیٰ کے یہاں تو جو بھی کام ہے وہ اِرادہ کرتے ہی ہوجاتا ہے لیکن زمین و آسمان کو اُس نے چھ دِن میں پیدا فرمایا ہے بہت عرصہ لگا کر پیدا فرمایا وہ چاہتا تو سیکنڈ سے بھی کم لگ سکتا تھا لیکن یہ تدریج ہے درجہ بندی ہے یعنی اِس پورے عالم کو ایسا کردیا گیا ہے کہ اِس میں درجہ بدرجہ ہی کام ہوگا، اَب جتنی بھی چیزیں ہیں درجہ بدرجہ ہی ہوتی ہیں اور اُن میں یہ تمیز کرنی بھی بعض دفعہ مشکل ہوجاتی ہے اگر غور نہ کریں، اگر غور نہ کریں تو پھر یہ تمیز مشکل ہوجاتی ہے کہ فلاں کام کسی سبب سے ہوا ہے یا خود بخود خدا کی قدرت سے ہوگیا ہے تو اِس واسطے مادّہ پرست کچھ طبقہ تھوڑا طبقہ رہا ہے ضرور، کہتے ہیں سب کچھ خود بخود ہی ہوجاتا ہے، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی تھا قرآنِ پاک میں بھی اُن کا ذکر آیا ہے اَب بھی ہیں رُوس میں جو کمیونسٹ ہیں وہ اُن نظریات کے لیکن کمیونسٹ خود رُوس کے اَندر بھی کم ہیں کیونکہ اُنہیں اَسباب میں اور غیر اَسباب میں تمیز نہیں ہے جو چیز (بظاہر) سمجھ میں آتی ہے یہ ہے کہ ایسے ہے ایسے ہے ایسے ہوگی اگر ہم یہ کرلیتے تو یہ نہ ہوتا اور یہ نہیں کیا تو یوں ہوگیا اِس طرح کی چیزیں اُن کے ذہنوں میں آتی ہیں لیکن حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قضا اور قدر جو ہے وہ (اصل میں کارفرما) ہے اور اِس میں نظام جو ہے وہ ترتیب سے آہستہ آہستہ ہی چلے گا یہ نہیں ہے کہ بچہ آج پیدا ہوا کل جوان ہوجائے بوڑھا ہوجائے ایسے نہیں ہوتا، وہ پیدا ہوگا وہ ترتیب سے

چلے گا پھر آگے بڑھے گا پھر وہ بیٹھنا شروع کرے گا پھر چلنا شروع کرے گا پھر کھڑا ہونا شروع کرے گا بہت آہستہ آہستہ، ایک نظام ہر نوع کے لیے بنادیا، مرغی کا بچہ تھوڑی دیر بعد وہ چلنا شروع ہوجاتا ہے اور دانا چگنا شروع کردیتا ہے اور جانور ہیں اُن کا اور حساب ہے، ہر ایک کا جو حساب بنادیا ہے وہی چلا آرہا ہے تو حق تعالیٰ نے تمام نظام ایک بنایا ہے اِس پر غور کرو یہ حق ہے یہ صحیح ہے یہ سچ ہے اور بیکار نہیں ہے نتائج ہیں اِس کے، بے فائدہ نہیں ہے، یہ زندگی دی گئی اِس میں کام کریں گے نیکیاں کریں گے تو کام آئیں گی یہ۔

''تقدیر'' پر اِشکال :

لیکن اِس میں یہ اِشکال پڑتا تھا کہ تمام چیزیں جو خدا کی طرف سے ہیں تو پھر بندوں کی گرفت اور بندوں کو ثواب دونوں ہی باتیں ایسی ہیں تو اِس طرح کے اِشکال ہوتے رہتے ہیں، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اِنسان تو بالکل مجبور ہے ایک طبقہ ایسا پیدا ہوگیا ہے اور ایک طبقہ اِس کے برخلاف ہے بالکل برعکس ہوگیا لیکن سب باطل اور غلط ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ بصرہ میں آئے ہیں صفین (کی لڑائی) سے ایک سال پہلے یعنی جمل (کی لڑائی) جو ہوئی ہے تو اُس وقت یہ بصرہ میں آچکے تھے اُس کے بعد صفین کی لڑائی ہوئی ہے اُس سے پہلے یہ مدینہ طیبہ میں رہے ہیں اِن کی والدہ ماجدہ جو تھیں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مولات تھیں (یعنی) آزاد کردہ تھیں تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بصرہ آگئی تھیں یہ بات صحیح نہیں ہے وہیں رہی ہیں وہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (بھی اُن کے ساتھ) وہیں رہے ہیں پھر اِن کی والدہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا جو زوجۂ مطہرہ تھیں اُن کی خدمت کرتی رہی ہیں اور کبھی کبھی ایسے ہوتا تھا جب وہ روتے تھے تو وہ بہلانے کے لیے اپنا دُودھ دے دیتی تھیں، تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش مدینہ طیبہ میں ہوئی ہے اور بعد میں جب یہ بڑے ہوئے ہیں تب بصرہ آئے ہیں پھر بصرہ ہی رہنا ہوا ہے وطن ہی گویا بصرہ بنالیا حسن بصری اور اِبن سیرین رحمۃ اللہ علیہم

یہ ایک دور میں ہی گزرے ہیں جن تعبیر کی کتاب ہے اور تعبیرات بڑی عجیب و غریب ہیں۔

تقدیر سے متعلق حضرت حسن بصریؒ کا خط :

تو حضرت حسن بصریؒ نے حضرت حسن (بن علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اُس میں تقدیر ہی کے بارے میں اِسی طرح کا سوال تھا تو اُنہوں نے اُس کا جواب بھی تحریر فرمایا وہ مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں اِس میں

مَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِقَضَآءِ اللّٰہِ وَقَدْرِہٖ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ فَقَدْ کَفَرَ اِسلام کی رُو سے جو آدمی اللہ تعالیٰ کی قضا اور قدر پر تقدیر پر اِیمان نہیں رکھتا خیر اور شر دونوں کو مِلا کر اِیمان نہیں رکھتا تو وہ تو کافر ہے وَمَنْ حَمَلَ ذَنْبَہٗ عَلٰی رَبِّہٖ فَقَدْ فَجَرَ اور جو آدمی اپنی نافرمانی اور اپنا گناہ اللہ تعالیٰ پر ڈالے تو اُس نے یہ فسق و فجور کا کام کیا بہت برا کام کیا۔

وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُطَاعُ اسْتِکْرَاھًا اللہ تعالیٰ کی اِطاعت آپ سے جبر کر کے نہیں کرائی جا رہی بلکہ آپ کو اِختیار کچھ دیا گیا ہے جب تک اِس عالَم میں ہیں جب تک وہ عالَم نظر نہیں آرہا تو اللہ تعالیٰ کی اِطاعت جبرًا نہیں کرائی جا رہی۔

وَلَا یُعْصٰی بِغَلَبَۃٍ اور یہ بھی نہیں کہ اُس کی نافرمانی جو ہے وہ کوئی زور آور کر رہا ہے اللہ سے زیادہ زور آور یہ بھی نہیں ہے لِاَنَّہٗ تَعَالٰی مَالِکٌ لِمَا مَلَّکَھُمْ اللہ تعالیٰ نے جو اُن کو دیا ہے جو طاقت دی ہے جو اِستطاعت دی ہے جو ہاتھوں پاؤں میں جان دی ہے اِن تمام چیزوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے تو کوئی نہ نافرمانی کر سکتا ہے اُس کی کہ اُس سے زور آور ہو جائے زور کیسے ہو سکتا ہے دیا ہوا اُسی کا ہے سب کچھ۔

وَقَادِرٌ عَلٰی مَا اَقْدَرَھُمْ جس چیز پر اِنسانوں کو قدرت عطا فرمائی ہے اُس پر وہ خود بھی قادر ہے، لیکن یہ تو اِمتحان کے طور پر گویا دیا ہے اِختیار۔

فَاِنْ عَمِلُوْا بِالطَّاعَةِ لَمْ یَحُلْ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ مَا عَمِلُوْا اگر بندے نیک کام کریں تو اللہ تعالیٰ حائل نہیں ہوتا کہ بیچ میں روک دے اُنہیں۔

وَاِنْ عَمِلُوْا بِالْمَعْصِیَةِ فَلَوْ شَاءَ لَحَالَ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ مَا عَمِلُوْا اور اگر اُس کی نافرمانی کرتے ہیں تو اگر خدا چاہے تو حائل ہوسکتا ہے درمیان میں رُکاوٹ پیدا فرما دے، یہ ہوسکتا ہے۔

فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَلَیْسَ ھُوَ الَّذِیْ جَبَرَھُمْ عَلٰی ذٰلِكَ اگر اللہ تعالیٰ معصیت کرنے والے کی معصیت کے عمل کے درمیان حائل نہیں ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو معصیت کرنے پر مجبور بھی نہیں کیا۔

وَلَوْ جَبَرَ اللّٰهُ الْخَلْقَ عَلَی الطَّاعَةِ لَاَسْقَطَ عَنْھُمُ الثَّوَابَ اگر حق تعالیٰ نے بندوں کو اِطاعت پر مجبور کیا ہوتا تو ثواب ختم کر دیا ہوتا۔

وَلَوْ جَبَرَھُمْ عَلَی الْمَعْصِیَةِ لَاَسْقَطَ عَنْھُمُ الْعِقَابَ لَاَسْقَطَ عَنْھُمُ الْعَذَابَ اگر اُنہیں مجبور کرتے اللہ تعالیٰ معصیت پر تو عذاب ساقط کر دیتے۔

وَلَوْ اَھْمَلَھُمْ کَانَ ذٰلِكَ عَجْزًا فِی الْقُدْرَةِ اور اگر یہ مان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تو ایسے ہی چھوڑ دیا ہے بندوں کو تو اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ ! اللہ تعالیٰ کی قدرت ناتمام ہے وہ عاجز آ گیا ہے یہ بات نہیں ہوسکتی۔

وَلٰکِنْ لَهٗ فِیْھِمُ الْمَشِیْئَةُ الَّتِیْ غَیَّبَھَا عَنْھُمْ اصل بات یہ ہے کہ بندوں میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کام کرتی ہے اِرادہ کام کرتا ہے یہ مشیت نظر نہیں آتی یہ غائب ہے اِس پر فقط اِیمان بتایا گیا ہے نظر نہیں آتی یہ۔

فَاِنْ عَمِلُوْا بِالطَّاعَةِ فَلَهُ الْمِنَّةُ عَلَیْھِمْ اگر بندے نیکی کرتے ہیں تو یہ بندوں پر خدا کا اِحسان ہے۔

وَاِنْ عَمِلُوْا بِالْمَعْصِیَةِ فَلَهُ الْحُجَّةُ عَلَیْھِمْ اگر یہ گناہ کا کام کریں تو گناہ کا کام

کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت قائم ہو جائے گی چونکہ اَنبیائے کرام پہنچا
چکے اور ہر ایک تک اِسلام پہنچ چکا وَالسَّلَامُ [1]

بس یہ اُنہوں نے تحریر فرمایا ہے تو اِس کی تعریف بھی بہت کی ہے مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ اُن کا گرامی نامہ ایسا عجیب ہے کہ اِس میں مشکوٰۃِ نبوت، نبوت کے چراغ کے اَنوار نظر آتے ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اَولاد میں بنتے ہیں تو حق تعالیٰ نے اُن کے لیے اِتنی سمجھ آسان فرمائی کہ وہ دُوسرے کو بھی اِن الفاظ میں سمجھا سکے ورنہ سمجھانا بھی بہت مشکل ہے اِس مسئلہ کو چھیڑنا بھی بہت مشکل ہے اور اِس مسئلہ میں خوض جو ہے غور و فکر کرنا وہ تو بالکل ہی روک دیا ہے کہ ایسا نہ کرو کیونکہ اِسے حل کر نہیں سکتے جب حل نہیں کر سکو گے تو اُلجھن پیدا ہو گی اُلجھن پیدا ہو گی فائدہ کوئی بھی نہیں حاصل ہو گا تشویش ہو گی اور معاذ اللہ اگر شک پیدا ہو گیا تو اور نقصان ہو گا۔ لہٰذا بس اللہ کی ذات پر اِیمان اور تقدیر پر اِیمان اور جو خدا کے رسول اللہ ﷺ نے پہنچا دیا ہے اُس پر اِیمان اِتنا ہی کافی ہے اور خود تم جانتے ہو نیکی کیا ہے برائی کیا ہے اور تم نیکی کرو اور برائی سے بچو، خود بھی بچو دُوسروں کو بھی بچاؤ، نیکی خود بھی کرو دُوسروں کو بھی تلقین کرو نیکی کی تو یہی کام کرتے رہو۔

غیب پر اِیمان، اِمتحان میں کامیابی :

باقی یہ کہ تقدیر پر تو اِیمان بتایا گیا ہے نظر وہ کسی کو بھی نہیں آتی یعنی اللہ کا علم کامل، اللہ کی قدرت کامل، اللہ کا قبضہ کامل، یہ معنٰی ہے اور جو کچھ اُس نے لکھ دیا ہے وہ ہمیں نظر نہیں آرہا اگر وہ نظر آجاتا تو پھر عذاب یا ثواب اِس میں ضرور کمی ہو گئی ہوتی کہ کوئی حجت تو بندہ خدا کے سامنے پیش کر سکتا ہے اور جیسے اِنہوں نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجبور نہیں کیا کسی بھی چیز پر بلکہ ایک دارُالامتحان میں چھوڑ دیا ہے اُسے جیسے کوئی چابی بھر کر کھلونا چھوڑ دے کہ وہ خود ہی اِدھر اُدھر چلتا رہے گا کچھ عرصہ کے لیے ﴿ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴾ ایک عرصہ تک جب تک خدا نے مقدر فرمایا ہے اُس وقت تک تم زمین میں رہو گے بھی، مستقر ہے یہ تمہارا اور ایک نفع حاصل کرنے کی بھی چیز و متاع ہے، اِس

---

[1] مرقاۃ المفاتیح رقم الحدیث ۲ ج ۱ ص ۱۲۳

سے ہی فائدہ بھی اُٹھاؤ، اِسی کی پیدوار کھاؤ پیو، اِسی کی پیداوار خرچ کرو، اِسی کی پیداوار سے پہنو۔

تو حق تعالیٰ نے ہمیں بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر (صرف) اِیمان بتلایا ہے ہمیں وہ نظر نہیں آتیں تو ہمارا تو ''اِیمان بالغیب'' ہے اور قرآنِ پاک میں شروع ہی میں ہے ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ اُن لوگوں کے لیے ہدایت ہے جو تقوے والے ہیں خود ہی تفسیر آگے فرمادی متقین کی ﴿اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ نماز اور خرچ یعنی مالیات معاشیات معاشرت یہ ساقط نہیں ہو سکتی شریعت نے اِس کو اُتنا ہی اہتمام دیا ہے جتنی اِنسانی ضرورت کی ضرورت تھی اِنسان کو جتنی ضرورت تھی اُتنا ہی اہتمام اِقامتِ صلوۃ پھر زکوۃ ساتھ لگا دیا کہ یہ بھی کرو معاشرت معاشیات تو جو لوگ یہ کرتے ہیں گویا جان سے تو جانی عبادت کر لی اور جان کے بعد مال کا درجہ ہے خدا کی راہ میں وہ بھی خرچ کر دیا اُس میں بھی بخل نہیں کرنا جہاں جتنی ضرورت ہوتی ہے اور جتنی اُس کی اِستطاعت ہوتی ہے وہ خرچ کرتا رہتا ہے تو وہ متقین ہیں اُن کے لیے ہدایت ہے تو اِیمان بالغیب ہوا، بعد میں (عین موت کے وقت) تو اِیمان پھر خود ہی ہو جاتا ہے اگر نظر آنے لگے تو پھر کفر کا سوال ہی کوئی نہیں وہ تو سب ہی کچھ نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِسلام پر اِستقامت دے، صحیح عقائد پر اِستقامت دے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محشور فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا........

❁ ❁ ❁

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

علمی مضامین سلسلہ نمبر۳

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تاحال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

رُوح کیا ہے ؟

﴿ حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں

آپ نے تحریر فرمایا ہے : رُوح کے معاملہ میں اِسلام کا نقطۂ نظر کیا ہے ؟

اِس کا جواب تو یہ ہے کہ اِسلام کا نقطۂ نظر وہ ہے جو نص قرآن سے ثابت ہے اِرشادِ ربانی ہے ﴿ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ ﴾ '' آپ سے پوچھتے ہیں رُوح کو'' جواب کے لیے آنحضرت ﷺ کو ہدایت ہے ﴿ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ﴾ پس یہ مختصر جواب ہی حقیقی جواب ہے اور یہی اِسلام کا نقطۂ نظر ہے اِس سے زیادہ وضاحت اِس لیے نہیں ہو سکتی کہ تمہارا علم بہت محدود ہے۔

اِس مختصر جواب کی تفصیل یہ ہے کہ رُوح کے وجود سے اِنکار نہیں ہے لیکن اِس کی حقیقت کا اِظہار اِس سے زیادہ نہیں ہو سکتا کہ

(۱) وہ حادِث ہے اِس کا حدوث اَمرِ رب سے ہوا لہٰذا وہ قدیم نہیں ہے۔

(۲) اُس کی پیدائش اُس مادّہ سے نہیں ہوئی جس سے اِنسان اور حیوانات یا جن وشیاطین کی پیدائش ہوئی ہے یعنی وہ مادّی نہیں ہے۔

(۳) باری تعالیٰ پیدا کرنے یعنی اِحداث واِبداع میں مادّہ کا محتاج نہیں ہے اُس کی شان یہ ہے ﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ یعنی جو چیز علمِ اِلٰہی میں تھی اُس کو خطاب ہوا "کُنْ" وہ درجۂ کون میں آگئی یعنی موجود ہوگئی۔

(۴) اِس کی دُوسری تعبیر یہ بھی ہے کہ رُوح کا تعلق "عالمِ اَمر" سے ہے، عالمِ اَمر کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ وہ عالَم جو مشاہدہ سے بالا ہے، شیخ اَکبرؒ نے تعریف یہ کی کہ

﴿مَا خَلَقَ اللّٰهُ بِلَا وَاسِطَةٍ فَهُوَ عَالَمُ الْاَمْرِ وَمَا خَلَقَ الشَّيْئَ مِنْ شَيْئٍ فَهُوَ عَالَمُ الْخَلْقِ فَالرُّوْحُ مِنْ عَالَمِ الْاَمْرِ لِكَوْنِهَا مَخْلُوْقَةً بِلَا وَاسِطَةٍ بِخِلَافِ الْجِسْمِ فَاِنَّهٗ مِنَ الْعَنَاصِرِ﴾ (فیض الباری ج۴ ص ۵۲۶)

خلقِ سمٰوات کے متعلق اِرشادِ ربانی ہے :

﴿ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ﴾ (سُورہ حٰمٓ السجدہ : ۱۱)

یعنی ﴿خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ﴾ کی صورت یہ ہوئی کہ صرف لفظ "کن" کی بناء پر اُن کا خلق نہیں ہوا بلکہ پہلے ایک "دُخان" تھا جس کو آج کل کی اِصطلاح میں "اسٹیم" یا "اِیتھر" کہہ سکتے ہیں آسمان اور زمین کی جو صورت علمِ اِلٰہی میں تھی اُس کو حکم ہوا ﴿اِئْتِيَا﴾ وجود میں آجاؤ، اُنہوں نے جواب دیا ﴿اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ﴾ (ہم آئے خوشی سے)۔ اِسی طرح اِنس وجن کے متعلق اِرشادِ ربانی ہے :

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾ (سُورۃ الحجر : ۲۶،۲۷)

اِسی طرح پیدائش رُوح کے لیے کسی مادّہ کو کام میں نہیں لایا گیا بلکہ براہِ راست اُس صورت کو جو علمِ اِلٰہی کے خزانۂ بے پایاں میں تھی حکم ہوا "کن" پس وہ وجود میں آگئی۔

حضرت علامہ سہیلیؒ روض الانف میں فرماتے ہیں کہ

اِنَّ نِسْبَةَ الْمَلَكِ اِلَى الرُّوْحِ كَنِسْبَةِ الْبَشَرِ اِلَى الْمَلَكِ فَكَمَا اَنَّ الْمَلٰئِكَةَ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْنَا وَلَا نَرَاهُمْ كَذٰلِكَ الرُّوْحُ تَرَى الْمَلَائِكَةَ وَلَا يَرَوْنَهَا.

(فیض الباری ج ۱ ص ۲۲۲)

''فرشتوں کو رُوح سے وہی نسبت ہے جو اِنسان کی فرشتوں سے ہے، جس طرح فرشتے ہم کو دیکھتے ہیں اور ہم اُن کو نہیں دیکھ سکتے ویسے ہی رُوح فرشتوں کو دیکھتی ہے فرشتے رُوح کو نہیں دیکھ سکتے۔''

حاصل یہ کہ جس طرح اِنسان، جن، فرشتے، علیحدہ علیحدہ مخلوق ہیں، ہر ایک کا عالَم علیحدہ ہے ایسے ہی رُوح بھی ایک مستقل مخلوق ہے یہ مخلوق اِن سب سے بالا ہے کیونکہ بِلا توسط براہِ راست اَمرِ ''کن'' سے وجود میں آئی ہے۔

(۱) اِنسان مادّی ہے، اُس کا علم مادّیات تک محدود ہے کیونکہ علمِ اِنسان کا مدار مشاہدہ پر ہے یا اُس قیاس اور تجربہ پر جو مشاہدہ ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ مشاہدہ سے بالا کا علم تو کیا ہوتا ہے وہاں تک تو پروازِ فکر بھی نہیں پہنچ سکتی، لیکن بہت سے حقائق وہ ہیں جو مشاہدہ سے وراء الوراء ہیں جیسے خود باری تعالیٰ عزاِسمہٗ یا مثلاً رُوح اور ملائک وغیرہ اِن سب کو قرآنِ پاک " اَلْغَیْبُ " سے تعبیر کرتا ہے اور اُس پر اِیمان لانا لازم گردانتا ہے۔

رُوح بھی ایسی ہی ایک حقیقت ہے جو ''الغیب'' میں داخل ہے۔ ''الغیب'' کی کوئی اِنتہاء نہیں اُس کی صرف وہ حقیقتیں اِنسان کو بتادی گئیں جن پر اِنسان کی رُوحانی ترقی اور اُخروی نجات کا مدار تھا، اُن کے علاوہ خدا جانے کتنے حقائق یا عوالم ہیں جن کے نام اور نشان بھی اِنسان کو معلوم نہیں کیونکہ وہ اگرچہ رب العالمین کی مربوب ہیں، مگر اِنسان کی رُوحانی ترقی اور اُس کی اُخروی نجات سے اُن کا تعلق نہیں ہے، مادّہ سے بالا تو دَرکنار خود مادّہ ہی کے سلسلے میں خدا جانے کتنے عالَم ہیں جن کا اِنسان کو علم نہیں۔ سائنس جدید نے اَب کہنا شروع کیا ہے کہ نظامِ شمسی جو ہمارے تمام مشاہدات کا محور ہے ایک

نہیں بلکہ خدا جانے کتنے نظامِ شمسی ہیں، حال ہی میں ایک آٹھویں سیارہ کا اِنکشاف ہوا ہے جس کی روشنی ہمارے آفتاب کی روشنی سے ۶ ملین (۶۰ لاکھ) زائد ہے اور اُس کی کرن زمین تک ساڑھے تین کروڑ برس میں پہنچے گی۔ (واللہ اعلم)

(۲) حضرت حق جل مجدہ' کے اِسی مختصر جواب ''مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ'' سے علماء نے اَخذ کیا ہے۔

''ھُوَ جَوْھَرٌ بَسِیْطٌ مُجَرَّدٌ وَلَا یَحْدُثُ اِلَّا بِمُحْدِثٍ قَوْلِہٖ کُنْ فَیَکُوْنُ''

(تفسیر کبیر ج ۵ ص ۶۴۳)

''رُوح ایک بسیط و مجرد جوہر ہے جس کا وجود و حدوث اللہ تعالیٰ کے قول ''کن'' سے ہوا ہے یعنی اِس قول سے جو محدث ہے یعنی جس کلمہ سے اللہ تعالیٰ کائنات کو عدم سے وجود میں لاتا ہے۔''

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت شاندار الفاظ اِستعمال کیے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

" الروح فی الحقیقة ، حقیقة فردانیة ونقطة نورانیة " (حُجة اللّٰہ البالغه باب حقیقة الروح)

علامہ سیّد محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تعریف کی :

''جَوْھَرٌ بَسِیْطٌ مُجَرَّدٌ مُحْدَثٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَتَکْوِیْنِہٖ وَتَاْثِیْرُہٗ اِفَادَةُ الْحَیٰوةِ لِلْجَسَدِ ''(رُوح المعانی ج۵ ص ۱۵۴)

اور علامہ موصوف نے اِمام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ نقل فرمایا ہے :

''جَوْھَرٌ قُدْسِیٌّ مُجَرَّدٌ '' (رُوح المعانی ج۵ ص ۱۵۲)

اِن سب کا حاصل یہ ہوا کہ ''رُوح'' ایک جوہر یعنی ایک حقیقت واقعہ ہے مادّہ سے بالا (مجرد) اللہ کے حکم ''کن'' سے اِس کو جامۂ وجود میسر آیا، اِس کی تاثیر یہ ہے کہ وہ جسد (بدنِ اِنسانی) میں زندگی پیدا کر دیتی ہے۔

لیکن یہ تمام اَوصاف جو رُوح کے بیان کیے گئے، اُن کو اَجزاءِ ماہیت نہیں کہا جا سکتا، ''جوہر قدسی مجرد'' کے سوا جو کچھ بیان کیا گیا وہ جزِ ماہیت نہیں بلکہ خاصیت اور خصوصیت ہے

جیسے ''ضَاحِکٌ'' یا '' بَادِی الْبَشْرِ '' اِنسان کے لیے۔

پس مذکورہ بالا تعریف کو ''حد'' نہیں کہا جا سکتا بلکہ منطقی اِصلاح میں اِس کو ''رسم'' کہا جائے گا ''حد'' (جیسے اِنسان کی حد حیوانِ ناطق ہے) وہ بھی نا معلوم رہی کیونکہ اَجزاء ماہیت کا علم نہیں ہوا کیونکہ اِنسان میں اَجزاءِ ماہیت کے سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے کیونکہ اُس کو جو علم میسر آیا وہ قلیل ہے، مشاہدات سے بالا حقائق کے بیان کے لیے اُس کے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں، جن کا علم بھی اِنسان کو نہیں ہے اُن کے لیے الفاظ کہاں سے آئیں گے ؟ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف نفی سے کرایا یعنی ﴿ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ﴾ اِس کے علاوہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے متعلق علم ہے کہ حَیٌّ، قَیُّوْمٌ ، عَلِیْمٌ، حَکِیْمٌ، قَادِرٌ وغیرہ یہ سب اَوصاف ہیں اُس کی کنہ اور حقیقت پھر بھی نہ معلوم ہے۔

یہود کا اِطمینان اور ہاتھ چومنا :

قابلِ توجہ یہ ہے کہ علماء یہود جو اِمتحان لینے آئے تھے وہ آنحضرت ﷺ کے اِسی جواب سے اِتنے مطمئن ہوگئے کہ آپ کے ہاتھ چومے اور اپنے اِیمان نہ لانے کا ایک ایسا عذر پیش کیا جو اگرچہ خود اُن کا اِختراع کردہ تھا مگر بہرحال اُن کے نزدیک عذر تھا کہ ہمیں یہ ہدایت ہے کہ ہم اِسی نبی پر اِیمان لائیں جو بنی اسرائیل میں سے ہے یا یہ کہ

﴿اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَا اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُهُ النَّارُ﴾ [1]

''اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اُس وقت تک اِیمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی نہ پیش کردے جس کو آگ کھا جائے۔''

مقصد یہ ہے کہ علماءِ یہود نے اِس جواب کی تردید نہیں کی بلکہ اِس جواب کو معیارِ نبوت سمجھا، جس کا سبب بظاہر یہ ہے کہ خود اَنبیاء بنی اِسرائیل نے رُوح کے متعلق یہی بتایا تھا جو آپ نے وحی اِلٰہی کے بموجب بتایا۔

---

[1] سُورہ آلِ عمران : ۱۸۳

اِس کی توجیہہ آپ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ جب مذاہب کا تعلق وحی اور نبوت سے ہے اُن سب کا متفقہ عقیدہ رُوح کے متعلق یہی ہے کہ ﴿ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ﴾ یعنی اِس سے زیادہ کچھ نہیں بتایا جا سکتا کہ وہ عالمِ اَمر کی ایک حقیقت ہے۔ یہ ہے اِرشادِ ربانی کا اِشارہ، اِسی کو اِسلام کا نقطۂ نظر کہا جا سکتا ہے۔

مشابہتِ رُوح :

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ''بدنِ اِنسان'' میں اِس رُوح کے علاوہ اور بھی کچھ جوہر ہیں جو رُوح سے خاص تعلق رکھتے ہیں حتی کہ اُن کو بھی رُوح کہا جاتا ہے۔

اُن کی وضاحت سیّدنا حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے بیان سے ہوتی ہے جس کا مختصر خلاصہ یہاں اُردو میں پیش کیا جا رہا ہے، باب حقیقة الروح حجة اللّٰه البالغة میں آپ فرماتے ہیں :

یہ بات تو پہلی ہی نظر میں معلوم ہو جاتی ہے کہ ''رُوح'' مبدأ حیات اور مدارِ زندگی ہے، نفخ رُوح ہوتا ہے تو زندگی شروع ہو جاتی ہے اور بدن سے اُس کے جدا ہو جانے کا نام موت ہے پھر دریافتِ حقیقت کی طرف ذہن متوجہ ہو جاتا ہے تو ہمارا اِحساس سب سے پہلے ایک بخارِ لطیف (گیس یا سٹیم) کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو بدنِ اِنسانی کے اَخلاط کا خلاصہ اور جوہر ہوتا ہے وہ قلب میں پیدا ہوتا ہے (سب سے پہلے رحمِ مادر کے اَخلاط نے اُس کو جنم دیا، پھر یہ اِنسان کی غذا کے آخری ہضم کا نتیجہ ہوتا ہے) اِنسان جو کچھ کھاتا پیتا ہے اُس کا تدریجی ہضم پہلے اُس کو خون کی شکل دیتا ہے اور خون سے یہ جوہرِ لطیف یا بخارِ لطیف پیدا ہوتا ہے جس کو رُوح سمجھا جاتا ہے یہ بدنِ اِنسانی کی اَندرونی قوتوں مثلاً قوتِ حاسہ، قوتِ مدرکہ اور قوتِ مدبرہ للغذاء کا حامل ہوتا ہے۔ اِس بخارِ لطیف کی مختلف کیفیات کا اَثر اِن قوتوں پر پڑتا ہے اور اِن قوتوں کی مختلف کیفیات اِس بخارِ لطیف پر اَثر اَنداز ہوتی ہیں، یہاں تک کہ جب یہ قوتیں اپنا عمل صحیح طور پر نہیں کرتیں تو اُس بخارِ لطیف کے بننے اور پیدا ہونے میں فرق آجاتا ہے۔ اِنتہا یہ کہ یہ بخارِ لطیف یا سٹیم بجھ جاتی ہے تو شمعِ حیات بھی گُل ہو جاتی ہے۔ بدنِ اِنسانی میں اِس بخارِ لطیف کی مثال ایسی ہے جیسے گلاب کے پھول میں عرقِ گلاب یا جیسے لکڑی کے کوئلہ میں سُلگنے

والی آگ، اُس رُوح کو ''رُوحِ ہوائی'' کہا جاتا ہے۔ اَطباء کے زیر بحث یہی رُوح ہوتی ہے (اِس لیے اِس کو ''رُوحِ طبی'' بھی کہا جاتا ہے)۔

اِس ''رُوحِ طبی'' کو سمجھ لینے کے بعد ایک سوال ہمارے سامنے آتا ہے مثلاً ''زید'' ایک شخص ہے، کیا اُس کی حقیقت کا مدار اِسی رُوح پر ہے ؟ زید بچہ تھا پھر جوان ہوا پھر بڑھاپا اُس پر چھا گیا، کبھی صحت مند رہا کبھی بیمار پڑ گیا، بچپن میں اُس کا قد صرف بیس اِنچ تھا، وزن پانچ پونڈ، پھر جوان ہوا تو قد سات فٹ ہو گیا اور وزن دو سو پونڈ، یہ سب تبدیلیاں ہوئیں، مگر ''زید'' ''زید'' ہی رہا وہ پڑھتا تھا تب بھی ''زید'' ہی تھا، عالم فاضل ہو گیا تب بھی ''زید'' ہی رہا، وہ فرش زمین پر بھی ''زید'' ہی ہے ہوائی جہاز پر پرواز کرتے ہوئے ''زید'' ہی ہے اور اگر چاند پر پہنچ جائے تب بھی ''زید'' ہی ہے، اُس کی شخصیت میں فرق نہیں آیا، لیکن یہ ''رُوحِ طبی'' یا ''رُوحِ ہوائی'' ایک اسٹیم ہے، غذا کی آخری ہضم کے بعد وجود میں آتی ہے اور جیسے ہی وجود میں آتی ہے ختم ہو جاتی ہے تازہ اسٹیم اُس کی جگہ لے لیتی ہے اِس تسلسل سے یہ حیوانی زندگی باقی ہے مگر اسٹیم ہر آن اور ہر لمحہ بدل رہی ہے۔ ظاہر ہے یہ ہر لمحہ بدلنے والی رُوح آخر عمر تک باقی رہنے والے ''زید'' کی شخصیت کا مدار نہیں ہو سکتی، لامحالہ یہاں کوئی اور رُوح ہے جس پر شخصیت کا مدار ہے، لفظ ''نسمہ'' جو اَحادیث میں آیا ہے مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک موقع پر فرماتے ہیں : وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَأَ النَّسَمَةَ [۱] ''قسم اُس ذات کی جس نے دانے کو پیدا کیا اور نسمہ کو وجود بخشا۔''

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ رُوح جس پر شخصیت ''زید'' کا مدار ہے، یہی ''نسمہ'' ہے، اَب یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ''رُوح ہوائی'' سے پیدا ہوا ہے اَلبتہ یہ ضرور ہے کہ ''رُوح ہوائی'' سے اِس کا خاص تعلق ہے پھر جس طرح ''رُوحِ طبی'' سارے بدن میں اُسی طرح نفوذ کیے ہوئے ہے جیسے گلاب کے پھول میں عرقِ گلاب یا لکڑی کے کوئلہ میں سُلگنے والی آگ، پورے پھول یا پورے اَنگارہ میں سرایت کیے ہوئے ہے اِسی طرح اِس ''نسمہ'' کا اَثر بھی پورے بدن پر ہے۔

[۱] بخاری شریف کتاب الجهاد رقم الحديث : ۳۰۴۷

شاہ صاحبؒ اپنی مشہور تصنیف " اَلْطَافُ الْقُدُسْ " میں تحریر فرماتے ہیں :

''نسمہ'' ایک لطیف جسم ہوتا ہے جس کو ''جسم ہوائی'' کہا جاتا ہے وہ اِنسان کے تمام بدن میں سرایت کیے ہوئے ہوتا ہے وہ فنا نہیں ہوتا بلکہ موت کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔''[1]

''حجۃ اللہ البالغہ'' میں آپ فرماتے ہیں کہ نسمہ تحلیل ہوتا ہے تو موت طاری ہو جاتی ہے، آپ فرماتے ہیں :

وَقَدْ تَحَقَّقَ عِنْدَنَا بِالْوِجْدَانِ الصَّحِیْحِ اَنَّ الْمَوْتَ اِنْفِکَاکُ النَّسَمَةِ عَنِ الْبَدَنِ لِفَقْدِ اِسْتَعْدَادِ الْبَدَنِ لِتَوْلِیْدِھَا لَا لِانْفِکَاکِ الرُّوْحِ الْقُدُسِیّ عَنِ النَّسَمَةِ.

(حجة اللّٰه البالغه ج ا ص ۵۳)

''وجدانِ صحیح سے یہ بات ہمارے نزدیک متحقق ہوگئی ہے کہ موت یہ ہے کہ بدن کی وہ صلاحیت جو ''نسمہ'' کو جنم دیتی ہے مفقود ہو جاتی ہے، جس وجہ سے ''نسمہ'' بدنِ اِنسانی سے جدا ہو جاتا ہے، پس بدن سے ''نسمہ'' کے چھوٹ جانے کا نام ''موت'' ہے۔ موت یہ نہیں ہے کہ رُوحِ قدسی، نسمہ سے اَلگ ہوگئی۔''

پھر فرماتے ہیں جب مہلک اَمراض کے نتیجہ میں ''نسمہ'' تحلیل ہو جاتا ہے تو حکمتِ اِلٰہیہ اور اُس کی قدرتِ کاملہ یہ لازم گردانتی ہے کہ ''نسمہ'' کا اِتنا وجود ضرور باقی رہے کہ اُس سے ''رُوحِ اِلٰہی'' کا تعلق باقی رہ سکے جیسے کہ شیشی کو چوسا جائے تو چوس لینے کے بعد کچھ ہوا شیشی میں ضرور باقی رہتی ہے، یہ ہوا باقی نہ رہے تو شیشی چیخ جائے (یہی صورت ''نسمہ'' کی ہے)۔ پھر فرماتے ہیں :

وَاِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ کَانَ لِلنَّسَمَةِ نَشْأَةٌ اُخْرٰی ، فَیُنْشِیُٔ فَیْضُ الرُّوْحِ الْاِلٰھِیِّ فِیْھَا قُوَّةً فِیْمَا بَقِیَ مِنَ الْحِسِّ الْمُشْتَرَكِ تَکْفِیْ کِفَایَةَ السَّمْعِ وَ الْبَصَرِ وَ الْکَلَامِ بِمَدَدٍ مِنْ عَالَمِ الْمِثَالِ اَعْنِی الْقُوَّةَ الْمُتَوَسِّطَةَ بَیْنَ الْمُجَرَّدِ وَ الْمَحْسُوْسِ الْمُنْبَثَةِ فِی الْاَفْلَاكِ کَشَیْئٍ وَاحِدٍ .

(حجة اللّٰه البالغة باب حقيقة الروح ص ۱۹)

---

[1] فیض الباری ج۳ ص ۳۳۴

''مطلب یہ ہے کہ اِنسان کی موت کے بعد اِس نسمہ میں ایک نئی زندگی (نشاۃ اُخریٰ) وجود پزیر ہوئی ہے اور حسِ مشترک کا جو حصہ باقی رہ جاتا ہے، ''رُوحِ اِلٰہی'' کا فیض اس میں وہ قوت پیدا کرتا ہے جو سمع بصر اور کلام کے لیے کافی ہو سکے اور یہ عالمِ مثال یعنی اُس قوت کی مدد سے ہوتا ہے جو مجرد اور محسوس کی درمیانی قوت ہے جو شے واحد کی طرح (فضاء بالا) میں پھیلی ہوئی ہے۔''

بدن میں ایک اور جوہر :

مختصر یہ کہ بدن میں ''رُوحِ طبی'' کے علاوہ ایک اور جوہر ہے جو بدنِ اِنسان کی خاص صلاحیت سے وجود میں آتا ہے، موت کے وقت بدنِ اِنسان سے جدا ہو جاتا ہے مگر فنا نہیں ہوتا، اِس درجہ میں اُس کا وجود ضرور باقی رہتا ہے کہ ''رُوحِ اِلٰہی'' اور ''رُوحِ قدسی'' سے اُس کا رابطہ باقی رہ سکے، مرنے کے بعد ''رُوحِ اِلٰہی'' کے فیض سے ''نسمہ'' میں نیا نشوونما شروع ہو جاتا ہے اور اُس میں وہ قوت آجاتی ہے کہ بواسطۂ حسِ مشترک، سمع، بصر اور کلام کے لیے کافی ہو سکے۔

ایک خاص قوت جو مجرد اور محسوس کی درمیانی کڑی ہوتی ہے بالائی فضا میں پھیلی ہوئی ہے اُس کو عالمِ مثال کہا جاتا ہے، ''نسمہ'' میں جو قوت پیدا ہوتی ہے وہ اُسی عالمِ مثال کا فیض ہوتا ہے۔ ''نسمہ'' کے بعد ایک حقیقتِ فردانیہ اور نقطۂ رُوحانیہ ہے جو اِن فیوض اور اِفادات کے لیے جو عالمِ بالا سے ''نسمہ'' کو عطا ہوتے ہیں روشندان کا کام دیتا ہے جس کا تعلق ''نسمہ'' پھر ''رُوحِ طبی'' کے واسطہ سے بدنِ اِنسانی سے بھی ہوتا ہے اُس کو ''رُوحِ حقیقی'' یا ''رُوحِ قدسی'' یا ''رُوحِ اِلٰہی'' کہا جاتا ہے، یہ رُوح ہے کہ قرآنِ حکیم جس کی طرف اِشارہ کرتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حضرت علامہ مولانا محمد اَنور شاہ صاحب کشمیریؒ :

اُستاذ محترم حضرت علامہ کشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کے درس میں موقع بموقع رُوح، نسمہ اور نفس وغیرہ کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے، آپ کے یہ اِفادات فیض الباری کے مختلف صفحات

میں منتشر ہیں۔(ملاحظہ ہو: ج۱ص۲۲۲، ج۲ص۳، ج۲ص۱۴۵، ج۳ص۴۳۴، ج۳ص۴۵۲، ج۴ ص۵۰۹، ج۴ص۵۲۶)

آپؒ نے ''نسمہ'' اور ''رُوح'' کا یہ فرق بیان فرمایا کہ ''نسمہ'' کے متعلق وِلادت کا لفظ آیا ہے مثلاً مَامِنْ نَسَمَةٍ مَوْلُوْدَةٍ . رُوح کے متعلق نفخ اور خلق کا لفظ آیا ہے ولادت کا لفظ نہیں آیا ہے، پھر فرماتے ہیں کہ نفخ کے بعد جب رُوح کا تعلق بدن سے ہوتا ہے تو وہ بدن کے بھی حالات اَخذ کر لیتی ہے اِس اَخذ و اِکتساب کے سبب سے رُوح کے خواص میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔

پھر فرماتے ہیں :

ایک ہی چیز ہے مگر اُس کے مراتب مختلف ہیں، سب سے کم درجہ وہ ہے جس کو ''نسمہ'' کہا جاتا ہے، پھر تعلقِ بدن سے قطع نظر کر کے اُس کو باری تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اُسی کا نام ''رُوح'' ہوتا ہے۔'' (فیض الباری ج۴ص۵۲۶)

(مزید اِمتیاز کے لیے اِس کو ''رُوحِ اِلٰہی'' یا ''رُوحِ قدسی'' کہہ دیا جاتا ہے)

اور یہی رُوح کہ جب اُس کا تعلق بدن سے ہوتا ہے تو اُس تعلق اور نسبت سے اُس کو ''نفس'' کہا جاتا ہے جیسے مثلاً پانی جب تک اَلگ ہے پانی ہے اور جب درخت اُس کو جذب کر لیتا ہے تو اَب اُس کو پانی نہیں کہا جاتا، اور پانی کے اَحکام جواز وغیرہ بھی اُس پر نافذ نہیں ہوتے۔(فیض الباری ۲/ ۱۴۵)

(لیکن یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ کنویں کا پانی جو گلاس میں ہے اور مثلاً تربوز کا پانی اِن دونوں کو ایک کہا جائے گا یا اَلگ اَلگ تو اگرچہ ''رقیق اور سیال'' ہونے کے لحاظ سے دونوں ایک ہیں لیکن دُوسرے اَوصاف کا اِتنا فرق ہے کہ اُن کو ایک کہنا سراسر تکلف ہے) چنانچہ دُوسرے موقع پر حضرت موصوفؒ فرماتے ہیں :

''رُوح، نسمہ اور ذرّہ اَلگ اَلگ چیزیں ہیں، ایک ہی حقیقت کی مختلف تفسیریں نہیں ہیں۔''

نیز فرماتے ہیں :

اِبن سینا نے ''حیوان'' کا ترجمہ ''جان'' اور ''رُوح'' کا ترجمہ ''رواں'' بتایا ہے۔
(فیض الباری ج۲ ص۳)

بالفاظِ دیگر اِبن سینا نے ''تعریفات الاشیاء'' میں ''نفسِ حیوانیہ'' کا ترجمہ ''رواں'' اور ''نفسِ ناطقہ'' کا ترجمہ ''جان'' کیا ہے، پھر یہ بھی اِرشاد ہے اِعْلَمْ اَنَّ النَّسَمَةَ تَرْجَمَتُهٗ ''جان'' (فیض الباری ج۳ ص۴۵۲)

مستقرِ اَرواح :

علماءِ کرام کے اَقوال اِس مسئلہ میں بہت مختلف ہیں۔(رُوح المعانی ج ۱۵ ص۱۶۱ تا ۱۶۴)
اگر یہ کہا جائے کہ اَرواح مومنین کا مستقر ''علیین'' ہے اور اَرواحِ کفار کا مستقر ''سجین'' ہے تو سوال یہ ہے کہ علیین اور سجین کہاں ہیں ؟ اِس کے جوابات بھی علماءِ کرام نے مختلف دیے ہیں۔

حضرت علامہ کشمیریؒ کی تحقیق اِس بارے میں عجیب وغریب ہے اور غالبًا سب سے نرالی ہے، حدیث معراج میں ہے کہ سماءِ دُنیا پر آنحضرت ﷺ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تو آپ نے دیکھا کہ :

''عَلٰی یَمِیْنِهٖ اَسْوِدَةٌ ، وَعَلٰی یَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ ، اِذَا نَظَرَ قِبَلَ یَمِیْنِهٖ ضَحِكَ ، وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ یَسَارِهٖ بَکٰی .'' (بخاری شریف رقم الحدیث ۳۴۹)

''بہت سے وجود حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں اور بہت سے وجود آپ کے بائیں ہیں، جب آپ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب آپ کی نظر بائیں جانب مڑتی ہے تو آپ روتے ہیں۔''

حضرت علامہ کشمیریؒ دائیں اور بائیں ہی کو علیین اور سجین فرماتے ہیں۔
پھر فرماتے ہیں کہ آخرت میں جہات اور سمتیں بدل جائیں گی۔

'' فَتَصِیْرُ الْعَالِیَةُ یَمِیْنًا وَالسَّافِلَةُ شِمَالًا وَلَا یَبْقٰی هُنَاكَ فَوْقٌ وَلَا تَحْتٌ''
(فیض الباری ج۲ ص ۳)

''وہاں فوق اور تحت باقی نہیں رہے گا بلکہ فوق وہی ہوگا جو حضرت آدم علیہ السلام کے داہنے ہوگا اور تحت وہ جو بائیں ہوگا۔''

پھر فرماتے ہیں واقعہ معراج چونکہ ایسے عالَم میں ہوا تھا جو عالمِ آخرت کا مشابہ تھا اِس لیے یہاں بھی فوق اور تحت کا مشاہدہ یمین اور یسار سے کرایا گیا ہے۔ پھر آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ :

''دُنیا کا یہ پورا حصہ دوزخ بن جائے گا اور جنت کا حلقہ ساتویں آسمان کے اُوپر سے شروع ہوگا۔ قرآنِ کریم میں ہے ﴿عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى﴾ .'' (فیض الباری ج۴ ص ۱۸۱)

یعنی جنت الماوی سدرۃ المنتہٰی کے قریب ہے اور سدرۃ المنتہٰی ساتویں آسمان سے اُوپر ہے یا چھٹے آسمان سے شروع ہو کر ساتویں آسمان کے اُوپر تک پہنچتا ہے۔ (اَحادیث بخاری و مسلم شریفین)

اور اُس کو منتہی اِس لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ عالمِ بالا اور عالمِ سافل کے اِنتہا پر ہے، زمین سے صعود کرنے والی چیزیں یہاں تک پہنچ سکتی ہیں آگے نہیں جاسکتیں حتّٰی کہ فرشتے بھی آگے نہیں جا سکتے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اِسی موقع پر آنحضرت ﷺ سے عرض کیا تھا ۔

اگر یک سر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

سدرۃ المنتہی سے بالا مکمل طور پر ''الغیب'' ہے، فرشتوں کو بھی اُس کا پتہ نہیں۔ علیٰ ہٰذا عالمِ بالا سے نزول کرنے والی چیزیں پہلے یہاں پہنچتی ہیں۔ (رُوح المعانی و تفسیر مظہری وغیرہ)

اِس توجیہ کی بنا پر اَرواحِ طیبہ کا مستقر ساتویں آسمان سے اُوپر ہوگا اور اَرواحِ خبیثہ کا مستقر سجین ہوگا جو تحت الارض تک پہنچتا ہے۔

لیکن علامہ اِبن قیم ''کتاب الروح'' میں فرماتے ہیں کہ :

''اُس عالَم میں جو قیامت سے پہلے ہے جس کو عالمِ برزخ کہا جاتا ہے اَرواح کا کوئی مستقر نہیں ہے، وہ جہاں چاہیں جاسکتی ہیں اور وہ اپنے خاص مستقر پر حساب وکتاب کے بعد پہنچیں گی۔'' (فیض الباری ج۴ ص۱۸۱)

لیکن یہاں یہ سوال بھی ہوتا ہے کہ ''نسمہ'' جو موت کے بعد باقی رہتا ہے، اُس کا مستقر کیا ہے ؟ اِس سلسلے میں کسی عالم کی کوئی تحریر اَحقر کے حقیر مطالعہ میں نہیں آئی اَلبتہ ایک مرتبہ جب اَحقر نے حضرت علامہ کشمیریؒ سے دریافت کیا تھا کہ آج کل جو ایک فن اِیجاد ہوا ہے کہ اَرواح کو بُلا کر اُن سے بات کی جاتی ہے کیا یہ ممکن ہے ؟ تو حضرت علامہؒ نے اِس کے جواب میں ایک مفصل تقریر فرمائی تھی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ عالَمِ برزخ کا محل بھی یہی سماء واَرض کا علاقہ ہے، یہ رُوحیں اِسی عالَم میں ہیں۔

حضرت اُستاذ سے اَحقر نے دریافت بھی نہیں کیا اور آپ نے تصریح بھی نہیں فرمائی، مگر اَحقر کا گمان ہے کہ حضرتؒ کے پیشِ نظر اَرواحِ قدسیہ نہیں بلکہ یہ نسمات ہی تھے، یہ نسمہ باقی رہتا ہے اور علامہ اِبن قیمؒ کی تحریر کے بموجب عذاب وثواب اُس کے ساتھ ہی لگا رہتا ہے اور وہ اُسی میں مبتلا گھومتا پھرتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کی مثال پاگل کتے سے دی ہے کہ اُس کا شدید مرض ساتھ لگا ہوا ہے اور وہ گھومتا پھرتا ہے، دُوسروں کو گزند بھی پہنچاتا ہے اَرواحِ خبیثہ کی مثال یہی ہے مگر اَرواحِ طیبہ ایسی حرکتوں سے بالا رہتی ہیں اور اُن کو وہ راحت وسرور حاصل رہتا ہے جس کی پوری حقیقت آخرت میں اُن کے سامنے آئے گی، اُس کے اَثرات یہاں اُن کو عالَمِ برزخ میں پہنچتے رہتے ہیں۔

بہرحال اَحقر کی ناقص رائے یہی ہے کہ عالَمِ برزخ میں رہنے والا نسمہ ہے اور رُوح کا مستقر عالَمِ بالا ہے جیسا کہ اَحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اَرواحِ اَنبیاء کا مستقر اَعلیٰ علیین ، اَرواحِ شہداء کا مستقر جنت کے وہ قندیل ہیں جو عرش میں آویزاں ہیں اور عام مومنین کا مستقرِ اَرواح جنت ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔(رُوح المعانی ج ۱۵ ص ۱۶۱)

اور اَرواح یعنی نسمات کو بُلانا اور اُن سے گفتگو کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے، عامل حضرات کے یہاں اَرواح کو بُلانے اور اُن سے بات کرنے کا عمل بہت پہلے سے چلا آرہا ہے۔ اہلِ یورپ نے بُلانے کے طریقے اپنے طور پر اِیجاد کیے ہیں، عامل حضرات سورۂ مزمل وغیرہ پڑھ کر رُوح کو حاضر کیا

کرتے ہیں، اِس عمل کو عامِل حضرات کی اِصطلاح میں ''حاضرات'' کہا جاتا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

نفس :

تحریر بالا میں ''رُوح ہوائی'' ''نسمہ'' ''ذرّہ'' اور ''رُوح'' کا تذکرہ آگیا مگر ''نفس'' کے متعلق حضرت علامہ کشمیری کی ایک تقریر میں مختصر تذکرہ آیا اور حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ العزیز کی تحریر میں مختصر تذکرہ بھی نہیں ہے حالانکہ قرآنِ شریف میں نفس کا تذکرہ بہت جگہ ہے اور بڑی اہمیت کے ساتھ ہے مثلاً ﴿ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَ مَّارَةٌ بِالسُّوْءِ ﴾(سُورۂ یوسف)﴿ نَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی ﴾(سُورة النازعات)﴿ یٰآاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴾(سُورة الفجر)

تو اِس کا سبب بظاہر یہ ہے کہ نفس الگ چیز نہیں بلکہ بقول حضرت علامہ کشمیری رُوح کا نام ہی نفس ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ رُوح کا تعلق جب بدن سے ہوتا ہے تو اُس تعلق کے لحاظ سے اِس کو نفس کہا جاتا ہے۔ اِبن قیم بھی اِسی کے قائل ہیں اور حضراتِ صوفیاء بھی۔

اَب اِس تعلق کی بناء پر یہی ایک الگ چیز بن جاتا ہے یعنی وہ شان باقی نہیں رہتی جو رُوح مجرد کی ہے (حقیقت فردانیہ و نقطۂ رُوحانیہ) بلکہ ﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ ﴾کی صورت ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے تہذیب اور تزکیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور تہذیب و تزکیہ کے لحاظ سے نفس کے چار درجے ہوتے ہیں۔

(۱) ''تہذیب الظاہر'' یعنی صوم وصلوة وغیرہ فرائض اور اَحکامِ شریعت کی پابندی سے اِس کا ظاہر مہذب اور مُزَکّٰی ہو جائے۔

(۲) ''تہذیب الباطن'' کہ ملکات ردیہ اور اَخلاقِ ذمیمہ ختم ہو جائیں اور مکارمِ اَخلاق ملکہ اور ذاتی جذبہ بن جائیں۔

(۳) تَحَلِّی النَّفْسِ بِالصُّوْرَةِ الْقُدْسِیَّةِ

(۴) فَنَائُهَا عَنْ ذَاتِهَا بملاحظہ جلال رب العالمین جل جلالہ

(۳) اور (۴) کی تفصیل طویل ہے، ہمارے موضوع سے بھی خارج ہے اِس کے لیے کتب تصوف کے مطالعہ کی ضرورت ہے، رُوح المعانی میں بھی اِس کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے مگر وہ خلاصہ بھی طویل تشریح کا محتاج ہے۔ اِس وقت جو کچھ عرض کیا گیا وہ بھی کافی طویل ہوگیا۔

(والعلم الصحیح عنداللّٰہ عالم الغیب والشھادۃ)

(ماخوذ اَز : ماہنامہ اَنوار مدینہ ج ۵ شمارہ ۱۲ جمادی الاوّل ۱۴۱۸ھ/ستمبر ۱۹۹۷ء)

وفیات

۲۸/ مارچ کو جامعہ مدنیہ جدید کے ناظم ڈاکٹر محمد امجد صاحب کے خالو جناب قمرالدین صاحب طویل علالت کے بعد حیدر آباد میں وفات پاگئے، مرحوم پابند صوم وصلوۃ اور اِنتہائی سادہ طبعیت اِنسان تھے، اللہ تعالیٰ اُن کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔

۱۴/ اپریل کو جناب محمد عاصم صاحب کا کاخیل کا نوعمر نواسہ محمد حذیفہ طویل علالت کے بعد مردان میں وفات پا گیا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور اُن کے لیے رفعِ درجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔ اہلِ اِدارہ جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

قسط : ۱۷

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

بارھواں سبق : دین پر اِستقامت

اِیمان لانے کے بعد بندے پر اللہ کی طرف سے جو خاص ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں اُن میں سے ایک بڑی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ بندہ پوری مضبوطی اور ہمت کے ساتھ دین پر قائم رہے اور خواہ زمانہ اُس کے لیے کیسا ہی ناموافق ہو جائے وہ کسی حال میں دین کا سِرا ہاتھ سے چھوڑنے کے لیے تیار نہ ہو، اِسی کا نام ''اِستقامت'' ہے۔ قرآن شریف میں ایسے لوگوں کے لیے بڑے اِنعامات اور بڑے درجوں کا ذکر کیا گیا ہے ایک جگہ اِرشاد ہے :

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ o نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ o نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ﴾ (سُورہ حٰمٓ السجدہ : ۳۰، ۳۱، ۳۲)

''جن لوگوں نے اِقرار کرلیا (اور دِل سے قبول کرلیا) کہ ہمارا رب بس اللہ ہے (اور ہم اُس کے مسلم بندے ہیں) پھر اُس پر ٹھیک ٹھیک قائم رہے (یعنی اُس اِقرار کا حق اَدا کرتے رہے اور کبھی اُس سے نہ ہٹے) اُن پر اللہ کی طرف سے فرشتے یہ پیغام لے کر اُتریں گے کہ کچھ اَندیشہ نہ کرو اور کسی بات کا رنج و غم نہ کرو اور اُس جنت کے ملنے سے خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے رفیق ہیں دُنیاوی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے اُس جنت میں وہ سب کچھ ہوگا

جو تمہارا جی چاہے گا اور تمہیں وہ سب کچھ ملے گا جو تم مانگو گے۔ یہ عزت مہمانی ہو گی تمہارے رب غفور و رحیم کی طرف سے۔''

سبحان اللہ ! دین پر مضبوطی سے قائم رہنے والوں اور بندگی کا حق اَدا کرنے والوں کے لیے اِس آیت میں کتنی بڑی بشارت ہے، سچ تو یہ ہے کہ اگر جان و مال سب کچھ قربان کر کے بھی کسی کو یہ درجہ حاصل ہو جائے تو وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ایک حدیث میں ہے :

''رسول اللہ ﷺ سے ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ حضرت مجھے کوئی ایسی کافی وافی نصیحت فرمائیے کہ آپ کے بعد پھر کسی سے کچھ پوچھنے کی حاجت نہ ہو، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہو بس اللہ میرا رب ہے اور پھر اُسی پر مضبوطی سے جمے رہو (اور اُسی کے مطابق بندگی کی زندگی گزارتے رہو)۔''

قرآن شریف میں ہماری ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کئی ایسے وفادار بندوں کے بڑے سبق آموز واقعات بیان فرمائے ہیں جو بڑے سخت ناموافق حالات میں بھی دین پر قائم رہے اور بڑے سے بڑا لالچ اور سخت سے سخت تکلیفوں کا ڈر بھی اُن کو دین سے نہیں ہٹا سکا۔

اُن میں ایک واقعہ تو اُن جادُوگروں کا ہے جنہیں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لیے بُلایا تھا اور بڑے اِنعام و اِکرام کا اُن سے وعدہ کیا تھا لیکن خاص مقابلہ کے وقت جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کی اور اُن کی دعوت کی سچائی اُن پر کھل گئی تو نہ تو اُنہوں نے اِس کی پرواہ کی کہ فرعون نے جس اِنعام و اِکرام اور جن بڑے بڑے عہدوں کا وعدہ ہم سے کیا ہے اُن سے محروم رہ جائیں گے اور نہ اِس کی پرواہ کی کہ فرعون ہمیں کتنی سخت سزا دے گا، بہرحال اُنہوں نے اِن سب خطروں سے بے پرواہ ہو کر بھرے مجمع میں پکار کر کے کہہ دیا ﴿ اٰمَنَّا بِرَبِّ مُوْسٰی وَ ھٰارُوْنَ ﴾ (یعنی ہارون اور موسیٰ جس پروردگار کی بندگی کی دعوت دیتے ہیں ہم اُس پر اِیمان لے آئے) پھر جب خدا کے دُشمن فرعون نے اُن کو دھمکی دی کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں کٹوا کے سولی پر لٹکوا دُوں گا تو اُنہوں

نے پوری اِیمانی جرأت سے جواب دیا :

﴿ فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ○ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَلَنَا خَطٰیٰنَا ﴾ (سُورہ طٰہٰ : ۷۲، ۷۳)

''تجھے جو حکم دینا ہو دے ڈال، تو اپنا کام بس اِس چند روزہ زندگی ہی میں تو چلا سکتا ہے اور ہم تو اپنے سچے رب پر اِیمان اِس لیے لائے ہیں کہ وہ (آخرت کی اَبدی زندگی میں) ہمارے گناہ بخش دے۔''

اور اِس سے بھی زیادہ سبق آموز واقعہ خود فرعون کی بیوی کا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ فرعون مصر کی بادشاہت کا گویا اَکیلا مالک و مختار تھا اور اُس کی یہ بیوی ملکِ مصر کی ملکہ ہونے کے ساتھ خود فرعون کے دِل کی بھی گویا مالک تھی، بس اِس سے اَندازہ کیجئے کہ اُس کو دُنیا کی کتنی عزت اور کیسا عیش حاصل ہوگا لیکن جب حضرت موسٰی علیہ السلام کے دین اور اُن کی دعوت کی سچائی اللہ کی اِس بندی پر کھل گئی تو اُس نے بالکل اِس کی پرواہ نہ کی کہ فرعون مجھ پر کیسے کیسے ظلم کرے گا اور دُنیا کی اِس شاہانہ عیش کے بجائے مجھے کتنی مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلنی پڑیں گی۔ اَلغرض اِن سب باتوں سے بالکل بے پرواہ ہو کر اُس نے اپنے اِیمان کا اِعلان کر دیا اور پھر حق کے راستہ میں اللہ کی اِس بندی نے ایسی ایسی تکلیفیں اُٹھائیں جن کے خیال سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو یہ درجہ مِلا کہ قرآن شریف میں بڑی عزت کے ساتھ اِن کا ذکر کیا گیا اور مسلمانوں کے لیے اُن کے صبر اور اُن کی قربانی کو نمونہ بتلایا گیا ہے، اِرشاد ہے :

﴿ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴾

(سُورہ تحریم : ۱۱)

''اور اِیمان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ مثال بیان کرتا ہے فرعون کی بیوی (آسیہ) کی جبکہ اُس نے دُعا کی کہ اے میرے پروردگار ! تو میرے واسطے جنت میں

اپنے قرب کے مقام میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون کے شر سے اور اُس کی بداَعمالیوں سے نجات دے اور اِس ظالم قوم سے مجھے رہائی بخش دے۔''

سبحان اللہ ! کیا مرتبہ اور کیا شان ہے کہ ساری اُمت کے لیے یعنی حضرت اَبوبکر صدیق ؓ سے لے کر قیامت تک کے سب مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی اِس بندی کی اِستقامت کو مثال اور نمونہ قرار دیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ مکہ معظّمہ میں جب مشرکوں نے مسلمانوں کو بہت ستایا اور اُن کے ظلم حد سے بڑھ گئے تو بعض صحابہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حضور ﷺ اَب اِن ظالموں کے ظلم حد سے بڑھ رہے ہیں لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں۔ تو حضور ﷺ نے جواب دیا کہ تم ابھی سے گھبرا گئے، تم سے پہلے حق والوں کے ساتھ یہاں تک ہوا ہے کہ لوہے کی تیز کنگھیاں اُن کے سروں میں پوست کر کے نکال دی جاتی تھیں اور کسی کے سر پر آرا چلا کے بیچ سے دو ٹکڑے کر دیے جاتے تھے لیکن ایسے سخت وحشیانہ ظلم بھی اُن کو اپنے سچے دین سے نہیں پھیر سکتے تھے اور وہ اپنا دین نہیں چھوڑتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم کمزوروں کو بھی اپنے اِن سچے بندوں کی ہمت اور اِستقامت کا کوئی ذرّہ نصیب فرمائے اور اگر ایسا کوئی وقت مقدر ہو تو اپنے اِن وفادار بندوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

قسط : ۱۷

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبدالعظیم صاحب ترمذی ﴾

﴿ حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ ﴾

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

﴿ اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیِیْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ (البقرۃ : ۲۵۹)

''یا نہ دیکھا تو نے اُس شخص کو جو گزرا ایک شہر پر، اور گرا پڑا تھا اپنی چھتوں پر۔ بولا کیسے زِندہ کرے گا اِس کو اللہ مرنے کے بعد پھر مُردہ رکھا اللہ نے اُس کو سو برس پھر اُٹھایا اُس کو، کہا کتنی دیر یہاں رہا ؟ بولا میں رہا ایک دِن یا ایک دِن سے کچھ کم۔ کہا نہیں بلکہ تو رہا سو برس۔ اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا، سڑ نہیں گیا ؟ اور دیکھ اپنے گدھے کی طرف۔ اور ہم نے تجھ کو نمونہ بنانا چاہا لوگوں کے واسطے، اور دیکھ ہڈیوں کی طرف کہ ہم اِن کو کس طرح اُبھار کر جوڑ دیتے ہیں پھر اُن پر پہناتے ہیں گوشت پھر اُس پر ظاہر ہوا یہ حال، تو کہہ اُٹھا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

حضرت عزیر علیہ السلام کا تعلق بنی اِسرائیل سے تھا، آپ اللہ تعالیٰ پر مضبوط اِیمان والے نیک بندے اور عارف باللہ تھے، آپ تقویٰ اور پرہیز گاری کے سبب اپنی قوم میں مشہور تھے، آپ تورات کے حافظ تھے جو آپ کے دِل پر نقش تھی۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا ایک سر سبز وشاداب باغ تھا جس میں اَنواع واَقسام کے پھل اور سبزیاں تھیں، وہ باغ اُس بستی کے قریب ہی تھا جس میں آپ رہائش پزیر تھے، اپنے روزمرہ کے معمول کی طرح حضرت عزیر علیہ السلام علی الصبح گھر سے نکلے اور اپنے گدھے پر سوار ہو کر باغ کی طرف روانہ ہوئے، آپ کے پاس ایک ٹوکری میں کھانا تھا کہ بھوک لگنے پر اُسے تناول فرما سکیں، حضرت عزیر علیہ السلام باغ میں پہنچ کر گدھے سے اُترے اور باغ میں کام کرنے میں مصروف ہو گئے اور دوپہر تک درختوں، پودوں اور پھلوں کی دیکھ بھال کرتے رہے پھر گدھے پر سوار ہو کر واپسی گھر کی طرف چل پڑے، راستے میں ایک قبرستان واقع تھا جس میں بستی والے اپنی میتوں کو دفناتے تھے اُن میں بعض بوسیدہ قبریں منہدم ہو چکی تھیں اور مُردوں کی ہڈیاں اِردگرد بکھری ہوئی تھیں، حضرت عزیر علیہ السلام وہاں گدھا روک کر اُس سے اُترے اور ایک گھنے سایہ دار درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، سخت گرمیوں کے دِن میں باغ میں کام کرنے کی مشقت کی وجہ سے آپ تھکاوٹ کا شکار تھے، آپ نے کچھ دیر آرام فرمایا پھر آپ کو بھوک محسوس ہوئی تو آپ نے اپنے پاس موجود ٹوکری میں سے کچھ کھانا نکالا اور اُسے کھانا شروع کرنے ہی لگے تھے کہ آپ کی نظر اِردگرد کی قبروں پر پڑی، آپ اِدھر اُدھر بکھری مُردوں کی ہڈیوں کے بارے میں غور وفکر فرمانے لگے وہاں چھائی ہوئی خاموشی سے اور اِردگرد پھیلی موت سے آپ پر دہشت طاری ہو گئی، آپ نے دِل ہی دِل میں سوچا :

﴿ اَنّٰی یُحْیِی هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۵۹)

''کیسے زِندہ کرے گا اِس کو اللہ مرنے کے بعد۔''

آپ اِس کیفیت کے متعلق سوچنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اِن مٹی میں مِل جانے والی ہڈیوں کو نئے سرے سے کیسے زندہ کریں گے ؟ کیونکہ حضرت عزیر علیہ السلام کو مُردوں اور قبر والوں کے متعلق اللہ

کی قدرت پر شک ہر گز نہیں تھا (صرف کیفیت جاننا چاہ رہے تھے) حضرت عزیر علیہ السلام یہ بات سوچ ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف مَلک الموت کو بھیج دیا جنہوں نے آپ کی رُوح قبض کر لی، آپ نے ابھی کھانا بھی نہیں کھایا تھا کہ آپ کی رُوح پرواز کر گئی اور اِسی طرح آپ کا گدھا بھی مر گیا، جب حضرت عزیر علیہ السلام اُس دِن گھر نہ پہنچے تو گھر کے مکین آپ کی جستجو میں نکلے لیکن آپ نہ مِل سکے، آپ کی بے سود تلاش دِن بدن بڑھتی گئی لیکن کسی بھی طرح آپ کا پتہ نہ چل سکا، نہ باغ میں نہ راستے میں اور نہ کسی اور ہی جگہ، حتی کہ وہ آپ سے مایوس ہو گئے، اِسی طرح کئی سال گزر گئے اور لوگ حضرت عزیر علیہ السلام کو بھول گئے حتی کہ پورے سو سال گزر گئے، اِس دوران بہت سے لوگ مر گئے اور بہت سے پیدا ہوئے، حالات بدل گئے اور علامات تبدیل ہو گئیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت عزیر علیہ السلام کو زِندہ کریں پس حق تعالیٰ نے آپ کی طرف فرشتہ بھیجا جس نے آپ کی مٹی میں مِلی ہڈیوں کو اَکٹھا کیا پھر اُن پر گوشت پوست چڑھایا اور بال اُگائے پھر آپ میں رُوح پھونکی تو آپ جاگ گئے اور آنکھیں مَلتے ہوئے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور اِردگرد کے ماحول کو خوب آنکھیں کھول کر نظریں گھما گھما کر دیکھنے لگے، پھر آپ نے خاموشی میں ڈوبی ہوئی قبروں کو دیکھا تو آپ کو یاد آیا کہ آپ تو باغ سے لوٹ کر آرہے تھے چنانچہ آپ نے سمجھا کہ آپ تھوڑی دیر سو کر اَب بیدار ہوئے ہیں۔ اُس فرشتے نے جسے اللہ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے بھیجا تھا اُس نے آپ سے سوال کیا :

﴿ کَمْ لَبِثْتَ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۵۹)

''کتنی دیر یہاں رہا ؟''

حضرت عزیر علیہ السلام نے اُوپر سورج کو دیکھا کہ وہ غروب کے قریب ہے تو فرمایا :

﴿ لَبِثْتُ یَوْمًا ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۵۹)

''میں رہا ہوں یہاں ایک دِن۔''

پھر جب سورج کو دیکھا کہ ابھی غروب نہیں ہوا تو اِضافہ فرمایا :

﴿اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۵۹)

''یا ایک دِن کا کچھ حصہ۔''

فرشتے نے آپ سے کہا کہ :

﴿بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۵۹)

''یقیناً آپ کو اِس جگہ سوسال گزر چکے ہیں۔''

اللہ نے آپ کو سوسال کے لیے موت دی اور پھر آپ کو زندہ کیا تاکہ آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اِنسانوں اور دیگر مخلوقات کو کس طرح موت دیتے ہیں اور کس طرح اُنہیں دوبارہ زندہ کرتے ہیں ؟ پھر فرشتے نے آپ کو کھانے کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے کہا :

﴿فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۵۹)

''پھر دیکھ تو اپنا کھانا اور پینا سڑ نہیں گیا۔''

چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنے سامنے پڑے پیالے کو دیکھا تو اُس میں اُسی طرح اَنگور کا رس پڑا ہوا دیکھا جیسے آپ نے رکھا تھا، اِسی طرح آپ نے روٹی دیکھی جو آپ نے توڑ کر اُس میں ڈالی تھی تاکہ نرم ہو جائے وہ بھی ویسے ہی تھی، وہ خراب نہیں ہوئی تھی۔ فرشتے نے محسوس کیا کہ آپ اُن کی بات کی تصدیق نہیں کر رہے تو اُس نے گدھے کی طرف اِشارہ کر کے کہا :

﴿وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۵۹)

''اور دیکھ تو اپنے گدھے کی طرف۔''

حضرت عزیر علیہ السلام نے اُس جگہ نگاہ دوڑائی جہاں گدھا کھڑا تھا تو آپ کو اُس کی بکھری ہوئی بوسیدہ ہڈیوں کا ڈھیر نظر آیا۔ فرشتے نے آپ سے کہا کہ آپ چاہتے ہیں کہ آپ اِس بات کا مشاہدہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کیسے مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ تو دیکھئے ! فرشتے نے اللہ کے حکم سے گدھے کی

ہڈیوں کو آواز دی، وہ ہڈیاں جواب دیتے ہی کھڑی ہوگئیں اور ایک بڑی جسیم شکل اِختیار کر گئیں پھر اُن پر گوشت پوست اور بال چڑھ گئے۔ پھر فرشتے نے اللہ کے حکم سے گدھے کی رُوح کو واپس آنے کا حکم دیا سو وہ بھی لوٹ آئی اور گدھا اُٹھ کر کھڑا ہوگیا اور دُم ہلاتے ہوئے رینگنے لگا۔ جب حضرت عزیر علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا تو اِستغفار اور تسبیح و تحمید کرتے ہوئے سجدے میں گر گئے پھر دِل ہی دِل میں گویا ہوئے :

﴿ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۵۹)

''مجھ کو معلوم ہے کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

پھر حضرت عزیر علیہ السلام اپنی جگہ سے اُٹھ کر گدھے پر سوار ہوئے اور قبرستان سے نکل کر اپنی بستی کا رُخ فرمایا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے چاہا کہ حضرت عزیر علیہ السلام کو لوگوں کے لیے نشان اور موت کے بعد زندگی کا جیتا جاگتا معجزہ بنائیں، جب حضرت عزیر علیہ السلام مغرب کے قریب اپنی بستی میں داخل ہوئے تو آپ اپنی بستی میں واقع ہونے والی بڑی بڑی تبدیلیاں دیکھ کر دہشت زدہ ہوگئے، نہ صرف مکانات اور گلیاں بدل چکی تھیں بلکہ لوگوں کے چہرے بھی بدل گئے تھے، جس طرح آپ کسی کو نہیں پہچان رہے تھے اِسی طرح کوئی آپ کو نہیں پہچان سکا۔

آپ راستہ پہچانے بغیر بستی میں اِدھر اُدھر اپنے گدھے کو ہانکنے لگے حتی کہ ایک نابینا بڑھیا لاٹھی ٹیکتی ہوئی آپ کے سامنے آگئی، آپ اُس کے قریب پہنچے اور دریافت فرمایا اے اللہ کی بندی ! کیا آپ جانتی ہیں کہ عزیر کا گھر کہاں ہے ؟ بڑھیا نے آپ کو جواب دیا : عزیر ! اِس بستی میں کوئی بھی ایسا نہیں رہا جسے عزیر یاد ہوں۔ وہ ایک بار اِس بستی سے نکلے تھے اور پھر لوٹ کر نہیں آئے اور اِس بات کو سو سال ہونے کو آئے ہیں لیکن آپ یہ بتائیے کہ آپ کون ہیں ؟ اور آپ عزیر علیہ السلام کے متعلق کیوں پوچھ رہے ہیں جنہیں لوگ فراموش کر چکے ہیں تو حضرت عزیر علیہ السلام نے اُس سے فرمایا اللہ کی بندی ! میں عزیر ہی ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے سو سال کے لیے موت دی تھی اور پھر مجھے زندہ

فرمایا۔ یہ سن کر بڑھیا پر دہشت طاری ہوگئی اور اُس نے اِس بات کو سچ نہ سمجھا، وہ بولی میں عزیر کے گھر میں ملازمہ تھی اور میں جانتی ہوں کہ عزیر متقی پرہیزگار اور مستجاب الدعوات آدمی تھے، اگر آپ عزیر ہیں تو اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ میری بینائی لوٹا دے تاکہ میں آپ کو دیکھ سکوں اور پہچان سکوں اور آپ کی تصدیق کر سکوں چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام نے اُس کی بینائی کے لیے دُعا فرمائی، اللہ نے دُعا قبول فرما کر اُس کی بصارت لوٹا دی، پس بڑھیا نے آپ کو پہچان لیا اور تصدیق کی کہ آپ عزیر ہی ہیں پھر اُس نے آپ کو ساتھ لیا اور آپ کے ایک پوتے کے گھر کی طرف چل پڑی اور دروازہ کھٹکھٹایا، جب درازہ کھولا گیا تو یہ ملازمہ چیخ کر کہنے لگی : یہ عزیر علیہ السلام ہیں جو تمہارے پاس واپس آچکے ہیں، تمام گھر والے اُنگشت بدنداں رہ گئے اور آپ کے گرد اکٹھے ہو گئے۔

پھر آپ کے پوتے نے کہا اے بڑھیا ! تم کیا کہہ رہی ہو ؟ عزیر تو ایک صدی سے غائب ہیں جیسا کہ ہمیں اپنے والد صاحب سے معلوم ہوا تھا۔

بڑھیا بولی کیا میں تمہاری بوڑھی خادمہ نہیں تھی ؟ اِنہوں نے میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور اللہ تعالیٰ نے میری نظر لوٹا دی۔ اور جب میں نے دیکھا تو مجھے یقین ہوگیا کہ یہ عزیر علیہ السلام ہیں وہی عزیر جو ہماری بستی سے جا چکے تھے، زمانہ گزرنے کے ساتھ آپ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

آپ کے پوتے نے آپ سے کہا کہ مجھے والد صاحب سے معلوم ہوا تھا ہمارے دادا حضرت عزیر متقی اور پرہیزگار شخص تھے اور توراۃ آپ کو زبانی یاد تھی اور آپ اُس کی آیات بڑی نرم آواز میں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اگر آپ واقعتاً عزیر ہی ہیں تو ہمیں کچھ آیات سنائیے چنانچہ حضرت آپ نے توراۃ کی آیات تلاوت فرمائیں تو سب آپ کی نرم آواز سے آپ کو پہچان گئے اور تصدیق کی کہ آپ عزیر علیہ السلام ہی ہیں اور یہ بھی تسلیم کیا کہ اللہ نے آپ کو سو سال کے لیے موت دے کر دوبارہ زندہ فرمایا ہے تاکہ لوگوں کو اپنی قدرت کی نشانی اور دلیل دِکھائیں۔ (باقی صفحہ ۶۴)

شبِ براءت .... فضائل و مسائل

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

❁❁❁

ماہِ شعبان کی فضیلت :

یوں تو ہر دن ہر مہینہ ہر سال ہی محترم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے مگر کچھ دن اور مہینے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص فضیلت عطا کی ہے اُن میں سے ایک مہینہ شعبان المعظم کا بھی ہے اِس مہینہ کی اَحادیثِ مبارکہ میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا'' (مسند فردوس دیلمی)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رجب المرجب کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ ﷺ یوں دُعا فرماتے : یا اللہ رجب اور شعبان کے مہینے میں ہمارے لیے برکت فرما اور خیریت کے ساتھ ہم کو رمضان تک پہنچا۔'' (اِبنِ عساکر۔ اَلدعوات الکبیر ج ۲ ص ۱۴۲۔ مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ''جنابِ رسول اللہ ﷺ (شعبان میں) اِتنے زیادہ روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ اب آپ اِفطار نہ کریں گے اور کبھی آپ اِفطار کیے جاتے (یعنی روزے ہی نہ رکھتے) یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ اور میں نے آپ کو کسی مہینہ میں شعبان کے مہینے سے زیادہ (نفلی) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔'' (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۷۸)

اِس حدیث کے پیشِ نظر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے تھے ؟ تو اِس کی وجہ بھی حدیث میں موجود ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اُسامہ ؓ نے ایک مرتبہ آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو شعبان میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں اِس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ

''شعبان ایسا مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان ہے لوگ اِس کی فضیلت سے غافل ہیں، اِس مہینہ میں اللہ رب العلمین کے حضور میں لوگوں کے اَعمال پیش کیے جاتے ہیں، میری آرزو یہ ہے کہ جب میرے اَعمال پیش ہوں تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو۔'' (نسائی ج ۱ ص ۲۵۱)

شبِ براءت کی فضیلت :

ماہِ شعبان المعظم میں ایک رات آتی ہے جو بڑی فضیلت والی رات ہے، اِس رات کے کئی نام ہیں: (۱) لَیْلَۃُ الْبَرَاءَۃِ یعنی دوزخ سے بری ہونے کی رات (۲) لَیْلَۃُ الصَّکِّ یعنی دستاویز والی رات (۳) لَیْلَۃُ الْمُبَارَکَۃِ یعنی برکتوں والی رات۔ عُرفِ عام میں اِسے '' شبِ براءت'' کہتے ہیں۔ شب کے معنی فارسی زبان میں رات کے ہیں اور براءت عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں۔ یہ شعبان کی پندرہویں شب کو ہوتی ہے۔ اَحادیثِ مبارکہ میں اِس شب کی بڑی فضیلت آئی ہے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمانِ دُنیا پر نزول فرماتے ہیں اور قبیلۂ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گنہگاروں کی بخشش فرماتے ہیں۔'' (ترمذی ج ۱ ص ۱۵۶ و اِبن ماجہ ص ۱۰۰)۔ کہتے ہیں کہ عرب میں اِس قبیلہ کے پاس تقریبًا بیس ہزار بکریاں تھیں، اَندازہ فرمایئے کہ بیس ہزار بکریوں کے کتنے بال ہوں گے ؟ اُن کا شمار کرنا بھی اِنسان کے بس کی بات نہیں، اِس سے معلوم ہوا کہ اِس رات میں اِتنے لوگ دوزخ سے بری کیے جاتے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

ایک دُوسری حدیث میں آتا ہے کہ ''جب شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک اِعلان کرنے والا اِعلان کرتا ہے کہ کیا کوئی بخشش کا طلبگار ہے کہ میں اُس کو بخش دُوں، کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اُسے رزق دُوں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اُسے (تکلیف) سے نجات دُوں، کیا کوئی ایسا ہے کیا کوئی ایسا ہے ؟ غرض تمام رات اِسی طرح دربار رہتا ہے اور عام بخشش کی بارش ہوتی رہتی ہے حتی کہ فجر ہو جاتی ہے (اور دربار برخاست ہو جاتا ہے)۔'' (فضائل الاوقات ص ۱۲۵ شعب الایمان ج ۳ ص ۳۸۳)

شبِ براءت میں کیا ہوتا ہے ؟ :

حضورِ انور ﷺ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"تمہیں معلوم ہے شعبان کی اِس (پندرھویں) شب میں کیا ہوتا ہے ؟ اُنہوں نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اِس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اِس سال میں جتنے پیدا ہونیوالے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے اِس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اِس رات میں لکھ دیے جاتے ہیں اور اِس رات میں سب بندوں کے اَعمال (سارے سال کے) اُٹھائے جاتے ہیں اور اِسی رات میں لوگوں کی (مقررہ) روزی اُترتی ہے۔"

(اَلدعوات الکبیر ج ۲ ص ۱۴۶ ۔ مشکوۃ ج ۱ ص ۱۱۵)

ایک اِعتراض اور اُس کا جواب :

یہاں ایک اِعتراض پیدا ہوتا ہے کہ روزی وغیرہ تو پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھی جا چکی ہے پھر اِس کا کیا مطلب کہ اِس شب میں اِنسان کو مِلنے والی روزی لکھ دی جاتی ہے ؟ اِس اِعتراض کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ اِس شب مذکورہ کاموں کی فہرست لوحِ محفوظ سے علیحدہ کر کے اُن فرشتوں کے سُپرد کردی جاتی ہے جن کے ذمہ یہ کام ہیں۔ اَلغرض اِس رات میں پورے سال کا حال قلمبند ہوتا ہے، رزق ، بیماری ، تنگی ، راحت و آرام ، دُکھ، تکلیف حتّٰی کہ ہر وہ شخص جو اِس سال پیدا ہونے یا مرنے والا ہو اُس کا وقت بھی اِسی شب میں لکھا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے حضرت عطاء بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ اِس مہینے کی پندرھویں شب میں مَلَکُ الموت (عزرائیل علیہ السلام) کو ایک رجسٹر دیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ پورے سال میں مرنے والوں کے نام اِس رجسٹر سے نقل کرلو۔ کوئی آدمی کھیتی باڑی کرتا ہے، کوئی نکاح کرتا ہے، کوئی کوٹھی اور بلڈنگ بنوانے میں مشغول ہے مگر اُس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میرا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے۔ (لطائف المعارف ص ۱۴۸۔ مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۳۱۷)

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا پندرہویں شب میں معمول :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ :

''ایک رات رسول اکرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور لباس تبدیل فرمانے لگے لیکن پورا لباس اُتارا نہ تھا کہ پھر کھڑے ہوگئے اور لباس زیبِ تن فرمایا۔ اِس پر مجھے سخت رشک آیا اور گمان ہوا کہ آپ میری کسی سوکن کے یہاں جارہے ہیں، آپ کی روانگی کے بعد میں بھی پیچھے پیچھے چلی، یہاں تک کہ میں نے آپ کو ''بقیعِ غرقد'' (جنت البقیع) میں اِس حالت میں دیکھا کہ آپ مسلمان مرد و زَن اور شہداء کے لیے مغفرت طلب فرمارہے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ! آپ اللہ کے کام میں مشغول ہوں اور میں دُنیاوی کام میں لگی ہوئی ہوں، اس کے بعد میں لوٹ کر اپنے حجرہ میں آئی، میں لمبی لمبی سانس لے رہی تھی کہ اِتنے میں آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا عائشہ کیا بات ہے سانس کیوں پُھول رہا ہے ؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تشریف لاکر لباس تبدیل فرمانے لگے، ابھی لباس اُتارنے بھی نہ پائے تھے کہ دوبارہ لباس زیبِ تن کیا، اِس پر مجھے رشک آیا اور خیال ہوا کہ آپ کسی اور زوجہ کے گھر تشریف لے جارہے ہیں تا آنکہ میں نے آپ کو قبرستان میں دُعا میں مشغول دیکھا۔ اِس پر آپ نے اِرشاد فرمایا اے عائشہ ! کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ اللہ اور اُس کا رسول تم پر کوئی ظلم و زیادتی کرے گا ؟ واقعہ یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اُنہوں نے کہا کہ آج شعبان کی پندرہویں شب ہے جس میں قبیلۂ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں اور مشرک، کینہ ور، قطع تعلقی کرنے والے، بدسلوک، غرور سے زمین پر لباس گھسیٹ کر چلنے والے، والدین کے نافرمان اور عادی شراب خور کی طرف اِس شب نظرِ کرم نہیں فرماتے، اِس کے بعد آپ نے لباس اُتارا اور فرمایا اے عائشہؓ شب بیداری کی اِجازت ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان بصد شوق، چنانچہ آپ کھڑے ہوگئے اور عبادت کرنے لگے، دورانِ نماز ایک بڑا لمبا سجدہ کیا جس پر مجھے

آپ کی قبضِ رُوح کا گمان ہوا، میں اُٹھ کر آپ کو دیکھنے بھالنے لگی، میں نے آپ کے تلووں کو ہاتھ لگایا تو اُن میں حرکت تھی، اِس پر مجھے خوشی ہوئی، میں نے آپ کو سجدہ میں یہ دُعا کرتے سُنا۔

اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْکَ جَلَّ وَجْھُکَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ.

صبح کو میں نے آپ سے اِن دُعاؤں کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اِن دُعاؤں کو یاد کرلو اور دُوسروں کو بھی اِن کی تعلیم دو کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ دُعائیں سکھائیں اور کہا کہ سجدہ میں یہ مکرر سہ کرر پڑھی جائیں۔'' (ماثبت بالسنۃ ص۱۷۳)

شبِ براءت میں کن لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی ؟ :

بہت سی حدیثوں میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ کچھ بدنصیب لوگ ایسے ہیں کہ اِس برکت والی رات میں بھی رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں اور اُن پر نظرِ عنایت نہیں ہوتی۔ ذیل میں ایسے بدقسمت لوگوں کی فہرست پیش کی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو : (۱) مُشرک (۲) جادُوگر (۳) کاہن ونجومی (۴) بغض اور کینہ رکھنے والا (۵) جلّاد (۶) ظُلم سے ٹیکس وصول کرنے والا (۷) باجا بجانے والا اور اُن میں مصروف رہنے والا (۸) جُوا کھیلنے والا (۹) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا (۱۰) زانی مرد وعورت (۱۱) والدین کا نافرمان (۱۲) شراب پینے والا اور اُس کا عادی (۱۳) رشتہ داروں اور مسلمان بھائی سے ناحق قطع تعلقی کرنے والا۔

یہ وہ بدقسمت لوگ ہیں جن کی اِس بابرکت رات میں بھی بخشش نہیں ہوتی اور رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں۔ اِس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈالے اور غور وفکر کرے کہ کہیں اِن عیبوں میں سے میرے اَندر تو کوئی عیب اور بُرائی نہیں، اگر ہو تو اُس سے توبہ کرے اور حق تعالیٰ کی طرف رُجوع کرے، یہ خیال نہ کرے کہ میرے اِتنے اور ایسے گناہ کیسے معاف ہوں گے، یہ شیطانی خیال ہے۔

پندرہویں شعبان کے روزہ کا حکم :

آنحضرت ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اور دُوسروں کو بھی اِس کی

ترغیب دیتے تھے، خاص طور پر پندرھویں شب کے روزے کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کا یہ اِرشاد منقول ہے کہ ''جب شعبان کی پندرھویں شب آئے تو رات کو قیام کرو (یعنی نمازیں پڑھو) اور (اگلے) دن کا روزہ رکھو۔'' (اِبن ماجہ)

شبِ براءت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کن کاموں سے بچنا چاہیے :

(۱) اِس رات میں قیام کرنا یعنی نوافل پڑھنا مستحب ہے۔

(۲) قبرستان جانا اور مسلمان مرد وزَن کے لیے اِیصالِ ثواب کرنا مستحب ہے۔

(۳) اگلے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

اِس شب میں صلٰوۃ التسبیح پڑھیں، تہجد پڑھیں اور اِس بات کا خاص خیال رکھیں کہ عشاء اور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ اَدا کریں، ایسا نہ ہو کہ نفلوں میں تو لگے رہیں اور فرائض چھوٹ جائیں۔

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اکیلے قبرستان گئے تھے اِس لیے اکیلے جائیں اور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں، عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں۔

بہتر ہے کہ شعبان کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تینوں دن کے روزے رکھ لیے جائیں اِنہیں ''اَیَّامِ بِیض'' کہتے ہیں اور اِن دِنوں میں روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔

اِس شب میں آتش بازی ہرگز نہ کی جائے اِس کا سخت گناہ ہے اور یہ ہندوؤں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا، چراغاں نہ کیا جائے کیونکہ اَوّل تو یہ شریعت سے ثابت نہیں دُوسرے اِس میں اِسراف ہے۔ بہت سے لوگ اِس شب میں بجائے عبادت کے حلوے مانڈے میں مصروف ہوجاتے ہیں، شریعت سے اِس شب حلوہ وغیرہ پکانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ بہت سے لوگ مسجد میں اکٹھے ہوکر شور وغوغا کرتے ہیں اِس سے بچا جائے اِس کا سخت گناہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نفلی عبادت خُفیہ کی جائے کہ دُوسرے کو پتہ نہ چلے، آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ اِس شب میں اِس طرح مسجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے سب اپنے گھروں میں ہی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ✡ ✡ ✡

شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے ؟

﴿ جناب مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ثانی، مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ﴾

دینِ اِسلام کے بنیادی عقائد میں سے اہم ترین عقیدہ ''عقیدہ ختم نبوت'' ہے جس پر مسلمانانِ عالَم متفق ہیں، اِس مبارک عقیدہ کی عظمت کو بیان کرنے کے لیے اِتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ یہ عقیدہ پورے دینِ اِسلام کی رُوح ہے جیسے رُوح کے بغیر جسم کی کوئی حیثیت نہیں ایسے ہی عقیدہ ختم نبوت کے بغیر کسی عمل کی کوئی اہمیت نہیں اگر چہ لاکھوں نمازیں پڑھے روزے رکھے حج کرے سب بیکار ہیں۔

یہ قربِ قیامت کا دَور ہے، روز بروز نت نئے فتنے مختلف شکلوں میں رُونما ہو رہے ہیں جن میں سب سے بڑا فتنہ'' قادیانیت'' ہے۔ پوری ملت اِسلامیہ متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافروں کی بدترین قسم زندیق قرار دیتی ہے اور بقول علامہ اِقبال : ''قادیانی اِسلام اور مُلک دونوں کے غدار ہیں۔''

پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اَقلیت قرار دیا، اُس کے بعد صدرِ پاکستان نے تعزیراتِ پاکستان میں دفعہ 298-B اور 298-C کا اِضافہ کرتے ہوئے قادیانیوں کو شعائرِ اِسلامی کے اِستعمال اور قادیانیت کی تبلیغ سے روک دیا۔ اِس آرڈیننس کی رُو سے قادیانی نہ تو کلمہ کا اِستعمال کر سکتے ہیں اور نہ قرآنِ مجید، اَذان، نماز، روزہ کا کسی بھی طرح اِستعمال کر سکتے ہیں۔ ایسا کرنے پر اُن کو گرفتار کر کے تین سال کی سزا دی جائے گی تا کہ کلمہ طیبہ، قرآنِ مجید اور دیگر شعار اِسلامی اِن ناپاک لوگوں کے ہاتھوں سے محفوظ ہو جائیں۔

منکرین ختم نبوت قادیانی / مرزائی آج بھی مختلف چالوں سے مسلمانوں کے کمائے ہوئے پیسوں سے مسلمانوں کے اِیمان پر حملہ آور ہیں۔ دوستی، نوکری، چھوکری اور پیسوں کی ٹوکری کے بہانے سے اور کسی کو غیر ملکی ویزہ کا جھانسا دے کر اُس کے اِیمان کو لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے

سچے اور آخری رسول حضرت محمد ﷺ سے اپنا رشتہ توڑ کر مرزا غلام اَحمد قادیانی سے جوڑتے ہیں جو ایک طرف اپنے آپ کو ''اَنگریز کا خود کاشتہ پودا'' قرار دیتا ہے اور دُوسری طرف ''(نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ'' کرتا ہے۔

اکثر لوگ سوال کرتے ہیں کہ کفار کے ساتھ تو معاملات کرنے جائز ہیں ؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ کفار کے ساتھ معاملات تو تب جائز ہیں جب وہ مسلمان کا رُوپ نہ دھاڑیں اور مسلمان کی نشانیوں (شعائرِ اِسلام) کو اِستعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکہ نہ دیں جبکہ قادیانی مسلمانوں کا رُوپ دھاڑ کر اور اُن کے شعائر (کلمہ، نماز، روزہ، قرآن وغیرہ) کو اِستعمال کر کے تعلقات کے جھانسہ میں سادہ لوح مسلمانوں کے اِیمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں لہٰذا اِس قسم کے کافروں سے ہر قسم کے تعلقات حرام ہیں۔ پاکستان اور بیرونِ ممالک سے مختلف مکاتبِ فکر کے تمام جید علماء کرام اور مفتیانِ عظام اور تمام بڑے بڑے دینی مدارس کا متفقہ فتویٰ ہے کہ قادیانیوں/مرزائیوں سے خرید وفروخت، تجارت، لین دین، سلام وکلام، ملنا جلنا، کھانا پینا، شادی وغمی میں شرکت، جنازہ میں شرکت، تعزیت، عیادت، اُن کے ساتھ تعاون یا ملازمت سب شریعت اِسلامیہ میں سخت ممنوع اور حرام ہیں۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ اُن کو توبہ کرانے میں بہت بڑا علاج اور اُن کی اِصلاح اور ہدایت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ہر مسلمان کا اَوّلین اِیمانی فریضہ ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کی نشانی ہے۔

''قادیانیت'' رسول اللہ ﷺ سے بغض وعداوت اور دُشمنی کا دُوسرا نام ہے، قادیانی/مرزائی ختم نبوت اور دین اِسلام پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں، بے اِنتہا پیسہ خرچ کر کے مرزائیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کو مرتد بنانے اور اِسلام اور پاکستان کو نقصان پہنچانے میں مصروف ہیں اور اِس کوشش میں قادیانی جماعت کی مالی معاونت میں ''شیزان اِنٹرنیشنل'' پیش پیش ہے۔ شیزان اِنٹرنیشنل قادیانیوں کا ملکیتی بہت اہم اِدارہ ہے، اِس کی مصنوعات جوس، مربے، چٹنیاں، جام جیلی، نمک، بوتلیں وغیرہ پورے پاکستان میں دستیاب ہیں اور بیرونِ ممالک میں بھی جاتی ہیں، یہ قادیانی جماعت کی بھرپور مالی

معاونت کرنے والا اِدارہ ہے۔ لمحہ فکریہ ہے کہ یہ اِدارہ جو اِسلام مخالف سرگرمیوں میں جوش و خروش سے مصروف ہے، ہم مسلمانوں کی جیب سے چل رہا ہے۔

شاہنواز نامی متعصب قادیانی نے ۱۹۶۷ء میں ''شیزان'' کی بنیاد رکھی اور اُس کی آمدنی میں سے بے دریغ سرمایہ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کی تشہیر کے لیے خرچ کیا، شیزان نے قادیانیت کی تبلیغ و تشہیر کے لیے ریکارڈ کام کیا۔ پاکستان میں قادیانیوں کے سالانہ جلسہ پر پابندی لگنے پر یہ جلسۂ ملعونہ لندن میں منعقد ہوا، اِس جلسے کے لیے سب سے زیادہ مالی معاونت شیزان نے کی۔ ۱۹۸۸ء میں ایک کروڑ ساڑھے اِکیاون ہزار روپے ربوہ فنڈ میں جمع کروائے اور ہر سال کروڑوں روپے اِس فنڈ میں جمع کروائے جا رہے ہیں۔ خلافِ قانون شائع ہونے والے قادیانی اَخبارات اور درجنوں رسائل اور جرائد میں شیزان اِنٹرنیشنل بڑے بڑے اِشتہارات دے کر اُنہیں مالی طور پر مستحکم کرتی ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے خلاف کام کرنے والے اور اِرتداد پھیلانے والے قادیانی طلباء اور مربیوں کے لیے ''شیزان اِنٹرنیشنل'' نے باقاعدہ وظائف مقرر کر رکھے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخیوں پر مبنی قادیانی لٹریچر چھپوانے کے لیے وسیع فنڈ شیزان اِنٹرنیشنل نے مخصوص کر رکھا ہے۔ ہر قادیانی رسالے کے خاص نمبر میں شیزان اِنٹرنیشنل خصوصی تعاون کرتی ہے۔

شاہنواز اِس قدر جنونی قادیانی تھا کہ معروف سابق قادیانی مرزا محمد حسین نے ہولناک اِنکشاف کرتے ہوئے کہا تھا کہ شیزان اِنٹرنیشنل کے مالک شاہنواز قادیانی کی ہدایت پر اُس کی تمام مصنوعات میں ربوہ کے نام نہاد بہشتی مقبرہ کی مٹی بطورِ تبرک اِستعمال ہوتی ہے۔ معروف صحافی جناب آغا شورش کشمیریؒ نے ایک جلسہ میں اپنی تقریر میں اِس راز سے پردہ اُفشاں کیا تھا۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے خلاف ملک گیر تحریک چلی تو مسلمانوں میں قادیانیوں/ مرزائیوں کے خلاف شدید اِشتعال پایا جاتا تھا، اُن دِنوں شیزان اِنٹرنیشنل کا کاروبار کم ہونا شروع ہوا تو شاہنواز نے ایک بدقسمت مسلمان فیملی (ڈین ٹیکسی والوں) سے ایک معاہدہ کیا جس کی رُو سے شیزان فیکٹری اور اُس کی تمام مصنوعات اور تمام دُنیا میں موجود شیزان ریسٹورنٹ قادیانیوں کی ملکیت رہیں گے اَلبتہ

صرف لاہور کی حدود میں قائم شیزان بیکریاں اور ریسٹورنٹ مسلمان چلائیں گے مگر نام شیزان کا رکھنے کے پابند ہوں گے اور شیزان کو پروموٹ کریں گے۔ مسلمانوں کو خفیہ اور مشروط معاہدہ کے تحت بیکریاں فروخت کردی گئیں، اِس میر جعفر اور میر صادق صفت فیملی نے قادیانیوں کے شانہ بشانہ اِسلام کو نقصان پہنچانے اور قادیانیت کے فروغ کے لیے اپنی مسلمانی تک پیش کردی، اِس کے بعد شاہنواز نے پوری دُنیا میں جہاں جہاں شیزان اِنٹرنیشنل کی مصنوعات جاتیں وہاں پروپیگنڈا شروع کروادیا کہ شیزان مسلمانوں نے خرید لی ہے اور بہت سے مسلمانوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہوگئے کہ شیزان مسلمانوں کی ملکیت ہے۔

کراچی سے خیبر تک ہر جگہ شیزان اِنٹرنیشنل والے ۳۸ سال سے یہ پروپیگنڈا کرتے نظر آرہے ہیں کہ شیزان مسلمانوں نے خرید لی ہے، شیزان بیکریوں کے مالکان شیزان کا نام اور سٹائل جو کہ شاہنواز کے نام رجسٹرڈ ہے اِستعمال کر رہے ہیں اور لاکھوں مسلمانوں کے لعنت ملامت کے ساتھ منع کرنے کے باوجود چار عشروں سے اِستعمال کر رہے ہیں اور قادیانیوں/مرزائیوں کی ساتھ مِل کر پوری دُنیا میں مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ شیزان قادیانیوں کی ملکیت نہیں رہی۔

ڈین ٹیکسی فیملی کے جلال الدین، ریاض الدین، افضل، وارثان اسلم اور وارثان اَصغر سے درخواست ہے کہ اگر یہ بیکریاں آزاد ہیں تو اِن کا نام تبدیل کریں تاکہ مسلمانوں کو پتہ چلے کہ اِن کا شیزان اِنٹرنیشنل سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ مسلمان خرید چکے ہیں۔ پوری دُنیا میں تشہیر کریں کہ شیزان اِنٹرنیشنل کی تمام مصنوعات قادیانیوں کی ہیں اور لاہور کے علاوہ ساری دُنیا میں موجود شیزان ریسٹورنٹ قادیانیوں کی ملکیت ہے، ہمارا نام غلط اِستعمال کیا گیا کہ شیزان کی مصنوعات ہم مسلمانوں نے لے لی ہیں۔ ہم نے صرف لاہور شہر کی حدود میں قائم شیزان بیکریاں اور ریسٹورنٹ خریدا ہے اور اُس کا نیا نام .... ہے، جب تک اِن بیکریوں کا نام نہیں بدلا جاتا اِن کی حیثیت ایسی رہے گی کہ مسلمانوں کی قادیانی بیکریاں۔

اگر کسی کو یہ بات سمجھ نہ آئے تو وہ اِس طرح فرض کرلیں کہ اگر کوئی مسلمان ''اَبوجہل بیکرز اینڈ سویٹس''

کے نام سے دُکان کھول لے تو کیا کوئی مسلمان جس کے اَندر ذرا سی بھی دینی غیرت موجود ہو، اُس بیکری سے سامان خریدے گا ؟ یقینًا نہیں، حالانکہ صرف نام اَبوجہل رکھا ہے، شیزان بیکری کا تو نام بھی قادیانیوں کا ہے اور مال بھی قادیانیوں کا اور منافع بھی قادیانیوں کو جاتا ہے۔

دُوسرے اِن مسلمانوں اور قادیانیوں کی مشترکہ دھوکہ دہی کی وجہ سے لوگ شیزان کی قادیانی مصنوعات کو ساری دُنیا میں اِستعمال کرتے ہیں اور یقینًا اِس کام کے عوض شیزان بیکریوں کے مالکان بھی بھاری مفاد حاصل کرتے ہوں گے، بغیر کسی بھاری مفاد کے عقیدہ ختم نبوت سے غداری کرنے اور دُنیا کی لعنت ملامت مول لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۱۹۹۰ء میں جب شیزان کمپنی کا مالک چوہدری شاہنواز جہنم رسید ہوا تو قادیانی نبوت کے ترجمان ''اَلفضل'' نے اِس کے لیے جو تعریفی کلمات کہے وہ اُن مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں جو کہتے ہیں کہ شیزان اِنٹرنیشنل قادیانیوں کی نہیں یا شیزان اِنٹرنیشنل پہلے قادیانیوں کی تھی اور اب مسلمانوں نے خرید لی ہے۔

قادیانی روزنامہ ''اَلفضل'' لکھتا ہے :

''اَحبابِ جماعت کو نہایت اَفسوس سے اِطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم چوہدری شاہنواز صاحب ۲۳/ مارچ ۱۹۹۰ء کی شب لاہور میں حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اِنتقال فرما گئے، آپ کی عمر ۸۵ برس تھی۔ محترم چوہدری شاہنواز صاحب جماعتِ اَحمدیہ کے مخیّر اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے اَحباب میں سے تھے، آپ کو رُوسی زبان میں ترجمہ وطباعت قرآنِ کریم کا سارا خرچ اَدا کرنے کی بھی توفیق مِلی چنانچہ سیّدنا حضرت جماعت اَحمدیہ (الرابع) اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے دُوسرے روز ۲۷/ دسمبر کو خطاب کرتے ہوئے محترم چوہدری شاہنواز صاحب کا ذکر یوں فرمایا :

''رُوسی زبان میں ہم ابھی تک ترجمہ قرآن شائع نہیں کر سکے تھے، اِس کے

اَخراجات بھی بہت زیادہ اُٹھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے محترم چوہدری شاہنواز صاحب کے دِل میں یہ تحریک ڈالی، اُنہوں نے کہا کہ وہ رُوسی زبان میں ترجمہ و نظر ثانی کے سارے اَخراجات اَدا کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں مزید نیکی کی توفیق دی، ایک نیکی دُوسری نیکی کو جنم دیتی ہے چنانچہ اُنہوں نے لکھا ہے کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں رُوسی زبان میں قرآنِ کریم کی طباعت کے بھی سارے اَخراجات اَدا کروں گا۔'' (اَلفضل ۱۴؍ جنوری ۱۹۸۴ء)

اِسی طرح خطاب جلسہ سالانہ لندن ۱۹۸۷ء کے موقع پر بھی فرمایا :

''مکرم چوہدری شاہنواز صاحب کو رَشین قرآنِ کریم کا خرچ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔''

حضور نے مزید فرمایا : ''جاپانی زبان کے متعلق چوہدری شاہنواز صاحب کے بچوں نے اپنے باپ کے علاوہ یہ پیشکش کی ہے اور اِس سلسلے میں بہت سی رقم جمع بھی کروا چکے ہیں۔'' (ضمیمہ قادیانی ''خالد'' اکتوبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۶ کالم ۲)

شیزان اِنٹرنیشنل نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور قادیانی بنانے کے لیے رُوس اور جاپانی زبان میں قرآنِ کریم کے تحریف شدہ تراجم چھاپ کر تقسیم کیے، قادیانی تراجم میں عقیدہ ختم نبوت کو جھٹلایا جاتا ہے اور سلسلہ نبوت کو جاری ثابت کیا جاتا ہے، مرزا قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' مانا جاتا ہے اور قرآنی آیاتِ مقدسہ کو مرزا قادیانی سے منسوب کیا جاتا ہے، اِس کے مرتد ساتھیوں کو ''صحابہ رسول'' اور ''اہلِ بیت'' کا نام دیا جاتا ہے اور اُس کی بیہودہ بیویوں کو ''اُمہات المومنین'' کا نام دیا جاتا ہے۔

شاہنواز کے مرنے پر شیزان اِنٹرنیشنل نے قومی اَخبارات میں جو اِشتہار شائع کروایا اُس کا متن ملاحظہ فرمائیں۔

''اِنتقال پر ملال''

پاکستان کے ممتاز صنعتکار اور بزنس مین چودھری شاہنواز چیئرمین شاہنواز گروپ

۲۳؍ مارچ ۱۹۹۰ء کو رات کو اِنتقال کر گئے، اُن کی عمر بیاسی سال تھی، وہ اپنے چھوٹے صاحبزادے مسٹر منیر نواز چیئرمین شیزان اِنٹرنیشنل لمیٹڈ کی رہائشگاہ واقع ۱۵/۲۹۵ سرور روڈ لاہور کینٹ میں قیام پذیر تھے، اُن کا جنازہ ۲۵؍ مارچ کو ربوہ لے جایا گیا جہاں اُنہیں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

مرحوم چودھری شاہنواز ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے اُنہوں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز وکیل کی حیثیت سے کیا اور بعد میں کاروبار کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اُنہوں نے ''شاہنواز گروپ'' کے نام سے ایک گروپ آف اِنڈسٹریز قائم کیا، اِس کے علاوہ اُنہوں نے اَندرونِ ملک اور بیرونِ ملک شیزان ریستوران قائم کیے، مرحوم چودھری شاہنواز نے شیزان اِنٹرنیشنل لمیٹڈ کے زیرِ اہتمام پھلوں کے رس کو بوتلوں میں بند کر کے پاکستان میں متعارف کرایا، اُنہوں نے اپنے پیچھے دو صاحبزادے مسٹر محمود نواز اور مسٹر منیر نواز، دو صاحبزادیاں مسز محمد خالد اور مسز محمد نعیم کے علاوہ سینکڑوں کارکن سوگوار چھوڑے ہیں۔''

(روزنامہ نوائے وقت مؤرخہ ۲۶؍ مارچ ۱۹۹۰ء)

شاہنواز کے مرنے کے بعد اُس کی قادیانی فیملی شیزان اِنٹرنیشنل کو چلا رہی ہے اور اُسی اَنداز سے چلا رہی ہے جو شاہنواز نے اپنی زندگی میں اپنایا تھا، یہ فیملی بھی قادیانی جماعت کے لیے مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے اور قادیانیت کے فروغ کے لیے تن من دھن قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی ہے اور اِسی طرح قادیانی رسائل، اَخبارات میں اِشتہارات اور مالی منصوبوں میں تعاون جاری رکھے ہوئے ہے۔

شیزان اِنٹرنیشنل کے موجودہ مالکان/ حصہ داران کے نام یوں ہیں :

''شاہنواز کا بیٹا محمود نواز اور منیر نواز اور اُن کی بیویاں بشریٰ محمود نواز اور عابدہ منیر نواز، شاہنواز کی بیٹی اُمت الحیٔ اور اُس کا شوہر چوہدری محمد خالد، شاہنواز کی

دُوسری بیٹی اُمت الباری نعیم اور اُس کا شوہر محمد نعیم اور سیفی چوہدری قادیانی۔''

یہ سب پکے قادیانی ہیں، قادیانی اِدارے آج بھی اِس ہتھیار کو اِستعمال کررہے ہیں کہ اپنے ساتھ ایک آدھ بے غیرت، غدارِ اِسلام مسلمان کو چند فیصد اپنا حصہ دار بنا کر پروپیگنڈا کریں کہ قادیانی اِدارہ مسلمانوں نے خرید لیا ہے کیونکہ بہت سے سادہ لوح حضرات اِس دھوکے میں آجاتے ہیں۔

شاہنواز کی اِس قادیانی فیملی کے ساتھ مسلمان ہونے کا دعویدار لاہور کا محمد خالد شیزان اِنٹرنیشنل میں معمولی شیئرز ہولڈر ہے، محمد خالد شیزان اِنٹرنیشنل اور پوری دُنیا کے شیزان ریسٹوران کو مسلمانوں کی ملکیت ثابت کرنے کے لیے دن رات کوشاں ہیں اور اِس کام کے لیے قومی اَخبارات اور دُوسرے ذرائع اِستعمال کررہے ہیں۔ شاہنواز کی فیملی کے کل شیئرز 15,89,156 ہیں جبکہ محمد خالد کے شیئرز کی تعداد 2700 اور اُس کی بیوی کے شیئرز کی تعداد 600 ہے۔

سیفی چوہدری قادیانی جو کہ شیزان اِنٹرنیشنل کا چیف ایگزیکٹو تھا، اُس کی جگہ محمد خالد کو چیف ایگزیکٹو بنا کر مسلمانوں کو دھوکہ دینے والی مہم کو دوبارہ تیز کردیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں ڈین ٹیکسی والی فیملی اور محمد خالد جیسے غداروں کی وجہ سے ۳۸ سال سے یہ پروپیگنڈا جاری ہے کہ شیزان مسلمانوں نے خرید لی ہے حالانکہ یہ شاہنواز کی فیملی کی ملکیت ہے، ایسے مسلمانوں کے بارے میں شریعت اِسلامیہ کہتی ہے کہ یہ لوگ فاسق، گمراہ، ظالم اور مستحق عذابِ اَلیم ہیں۔

مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی کافر کی شراب کی فیکٹری میں اگر کوئی مسلمان ایک فیصد کا حصہ دار ہوگیا تو وہ شراب جائز نہیں ہوگی، اِسی طرح اگر کوئی مسلمان سُور کے گوشت کی فروخت میں چند فیصد کا حصہ دار ہوجائے تو اُس کا مسلمان ہونا سور کے گوشت اور اُس کو فروخت کرنے کے عمل کو جائز اور حلال نہیں کرسکتا۔ اِسی طرح اگر کوئی بدنصیب مسلمان شراب خانہ کے باہر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے حدیث شریف لکھ کر لگادے تو وہاں کی شراب جائز نہیں ہوگی۔ آپ علیحدہ کام کریں اور دُنیاوی مفاد کی خاطر اپنی مسلمانی اور غیرتِ اِیمانی کو نیلام کرنے سے بچائیں۔ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت سے تعاون کی بجائے تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کے جھنڈے تلے پناہ لیں۔

قادیانیوں کی مصنوعات کی خرید وفروخت کرنے والوں سے گزارش ہے کہ نبی پاک ﷺ کا مقام ہمارے ماں باپ، ہماری آل اَولاد بلکہ ہماری جان سے بھی زیادہ ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ اگر آج تک ہماری ذات سے شیزان اور دیگر قادیانی اِداروں کو کوئی نفع پہنچا ہے تو اُس کا اِزالہ کریں اور اُس کی ایک ہی صورت ہے کہ شیزان اور دیگر قادیانی اِداروں کا مکمل بائیکاٹ کریں اور دیگر مسلمانوں کو بھی اِس بات پر تیار کریں۔

اے اَفرادِ ملت اِسلامیہ ! آج ہمارے معاشرے میں ڈاکٹر شوگر کے مریض کو میٹھی اَشیاء اِستعمال کرنے سے روکے تو وہ فوراً رُک جاتا ہے، اگر بلڈ پریشر کے مریض کو نمک اِستعمال کرنے سے منع کرے تو وہ فوراً منع ہو جاتا ہے، اگر دل کے مریض کو سخت کام کاج کرنے سے روکا جائے تو وہ فوراً رُک جاتا ہے، جان کی حفاظت کے لیے تو ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق سب کچھ چھوڑا جاسکتا ہے لیکن کیا اِیمان کی حفاظت کے لیے شیزان اِنٹرنیشنل اور دیگر قادیانی اِداروں کو نہیں چھوڑا جاسکتا ؟

اِس کے علاوہ شاہ تاج شوگر مِل کی تیار کردہ چینی، OCS، ذائقہ بناسپتی گھی، BETA پائپ، شان آٹا، یونیورسل سٹیبلائزر، قائداعظم لاء کالج، بوبی شوز وغیرہ بھی قادیانیوں کے اِدارے ہیں، یہ ہر سال قادیانی جماعت کو کروڑوں روپے چندہ دیتے ہیں جو اِسلام کے خلاف اِستعمال ہوتا ہے، علاوہ اَزیں اگر آپ کی نظر میں کوئی دُوسری قادیانی کمپنی یا آپ کے شہر میں کوئی دُکان ہے تو اُس کا بھی بائیکاٹ کیجیے، یہ آپ کی دینی غیرت وحمیت کا اَوّلین تقاضا ہے۔ اگر آپ کی وجہ سے قادیانیوں کو منافع اور فائدہ پہنچ رہا ہے تو اِس کا مطلب ہے کہ اُن کی اِسلام دُشمن سرگرمیوں میں مالی طور پر بالواسطہ آپ بھی شامل ہو رہے ہیں، یہ چیز آپ کی آخرت کو برباد کردے گی لہٰذا اِس سے اِجتناب کریں۔

تمام مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ اگر آپ کے محلّہ یا علاقہ میں کسی دُکاندار نے شیزان اِنٹرنیشنل کی مصنوعات رکھی ہوں تو اُسے مسلسل پیار، خوش اَخلاقی، نہایت محبت اور اِحترام کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت اور دینی غیرت وحمیت کے واقعات سنا کر شیزان اِنٹرنیشنل کے بائیکاٹ کے لیے تیار کریں، اُسے قادیانیوں کے کفریہ اور گستاخانہ عقائد سمجھانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی

بتائیں کہ شیزان اِنٹرنیشنل کے مالکان اِس سے حاصل ہونے والی آمدنی کا ایک کثیر حصہ قادیانی فنڈ میں جمع کرواتے ہیں جو مسلمانوں کو مرتد کرنے، تحریف شدہ تفسیر قرآن تقسیم کرنے اور اِسلام کو نقصان پہنچانے میں اِستعمال ہوتا ہے، آپ کی تھوڑی سی محنت اور توجہ سے دُکاندار شیزان اِنٹرنیشنل کا بائیکاٹ شروع کردے گا، اِنشاء اللہ۔

ہمارے بعض مسلمان بھائی شیزان اِنٹرنیشنل میں کام کرتے ہیں جن کا کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں مگر غیر مسلم قادیانیوں کے ہاں کام کرنے کی اِجازت دی جائے کیونکہ آج کل روزگار نہیں ملتا۔ شیزان اِنٹرنیشنل میں کام کرنے والے ہمارے مسلمان بھائیوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ روزی حرام ہے اور قادیانیوں سے بائیکاٹ فرض ہے۔ اِن مسلمانوں سے درخواست ہے کہ قادیانیوں سے کاروبار کرنا حرام ہے، اپنے بچوں کے لیے حلال طریقے سے روزی تلاش کریں جس کے لاکھوں ذرائع ہیں، پاکستان میں صرف شیزان نہیں بلکہ لاکھوں اِدارے ہیں۔ یاد رکھیے جو شخص حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی عزت و ناموس کے لیے گستاخانِ رسول کے خلاف اپنی ملازمت کی قربانی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر اپنے رزق کے تمام دروازے کھول دے گا۔

آقائے دوجہاں سرورِ کونین سیّد المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی محبت جو گناہگار سے گناہگار مسلمان کے سینے میں جوش مار رہی ہے کے وسیلے سے ایک ایک مسلمان سے پُرزور اَپیل کی جاتی ہے کہ وہ قادیانیوں اور اُن کی تمام مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں، اُن سے ہر قسم کے تعلقات کو ختم کریں اور اُن کے ساتھ تعلقات کو ختم کرنے کے لیے اپنے دِل کو غیرت دلانے کے لیے اِس جملے کو پڑھ لیا کریں :

اے مسلمان جب تو کسی قادیانی سے ملتا ہے
تو گنبد خضریٰ میں دلِ مصطفی ﷺ دُکھتا ہے

با حجاب خواتین کی نمائندگی سے عاری ہمارا میڈیا

﴿ محترمہ قرۃ العین فاطمہ صاحبہ، کالم نگار روزنامہ نوائے وقت ﴾

qurratulainfatima@live.com

پاکستان میں جنرل پرویز مشرف کے میڈیا کو آزاد کرنے سے بہت سی تبدیلیاں غیر محسوس اَنداز میں ہماری ثقافت کا حصہ بن گئیں جنہوں نے ہماری تہذیب و ثقافت کے معنی بدل دیے ہیں، نت نئے چینلز کی بھرمار اور ایک دُوسرے سے آگے بڑھنے کی دوڑ میں ہم اپنی اصل مذہبی، قومی اور اَخلاقی اَقدار سے دُور ہوتے گئے، وہ لباس جو اصل اِسلامی اور پاکستانی تہذیب و ثقافت کا آئینہ دار تھا دِھیرے دِھیرے مغربی اور ہندوانہ تہذیب و ثقافت کی عکاسی کرتا نظر آنے لگا، جو جتنا مغربی تہذیب کا دِلدادہ ہے اور اِسلامی تہذیب سے دُور ہے وہ اُتنا مہذب اور لبرل تصور کیا جاتا ہے، دُنیا میں اِس وقت سب سے بڑا چیلنج تہذیبوں کی بقاء کا ہے۔ دُنیا کے تمام ممالک اور قومیں اپنی اپنی تہذیب و ثقافت کو بچانے کی کوشش کر رہی ہیں جس میں ہر ملک کا میڈیا اہم کردار اَدا کر رہا ہے، اُن کے ڈرامے، فلمیں اور تمام ٹی وی پروگرامز میں مذہبی رسومات، لباس اور عقائد کو بڑے دلکش اَنداز میں پیش کیا جاتا ہے کیونکہ میڈیا ثقافت کے فروغ کا اہم اور تیز ترین ذریعہ ہے۔ پاکستانی ثقافت اِس وقت مغربی اور ہندوانہ تہذیب و ثقافت کی یلغار کا شکار ہے۔ اِس صورتِ حال نے پاکستانی قوم کو ایک ایسے اَلمیہ سے دوچار کر دیا ہے جس نے اُس کے اصل دینی اور اَخلاقی اَقدار اور روایات سے تعلق خطرناک حد تک کمزور کر دیا ہے، اِس کا ایک مظہر ہمیں الیکٹرانک میڈیا میں دکھائی دیتا ہے مثلاً خواتین نیوز اَینکرز کے سروں سے دوپٹوں کا کھسکتے کھسکتے گلے سے بھی غائب ہو جانا اور لباس کا مختصر ہو جانا، یہ وہی صورتِ حال ہے جس سے آگاہ کرتے ہوئے سرکارِ دو عالم ﷺ نے اِرشاد فرمایا تھا کہ ایک ایسا دور آئے گا کہ عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ بچپن میں ہم دیکھتے تھے کہ پی ٹی وی پر نیوز اَینکرز بڑے

باوقار اَنداز میں خبریں پیش کرتی تھیں اُس میں حسن اور لباس کی نمائش نہیں ہوتی تھی، پاکستانی ڈرامے ہمارے کلچر کے عکاس تھے، خواتین مشرقی تہذیب میں رنگی ہوئی ہوتیں اور اُن سادگی سے بھرپور ڈراموں نے اب تک ہمسایہ ملک کی فلم اِنڈسٹری سے بڑھ کر دَاد وصول کی اور اب تک یہ ڈرامے دونوں ممالک کے لوگوں کی اَنمٹ یادوں کا حصہ ہیں لیکن اَفسوس کہ اب پاکستانی سرکاری ٹی وی پر بھی اُسی مغربی اور ہندوانہ کلچر کا راج ہے، میڈیا عام لوگوں کی رائے عامہ ہموار کرنے کے علاوہ اُن کے رہن سہن کے طریقوں، اَخلاقی طور طریقوں، آدابِ معاشرت اور رسوم و رواج پر اَثر انداز ہوتا ہے۔ اب خواتین محض اَیڈورٹائزمنٹ کا ذریعہ بن چکی ہیں جن کا کام صرف منظر میں رنگ بھرنا ہے۔ میڈیا اور دیگر پرائیویٹ اِداروں میں نوکری کے لیے صرف ماڈرن اور پرکشش خواتین کی ہی ڈیمانڈ ہوتی ہے، اَخباری اِشتہارات میں یہ ڈیمانڈ جلی حروف میں لکھی جاتی ہے، شاپنگ، مالز، ہوٹلز، ملٹی نیشنل کمپنیز، مختلف نوعیت کے پرائیویٹ اِدارے، این جی اوز اور بینکوں میں خواتین پینٹ کوٹ اور ٹائی میں دکھائی دینے لگی ہیں جہاں ڈریس کوڈ نہیں ہے وہاں خواتین کا خوبصورت اور ماڈرن ہونا بے حد ضروری ہے۔

آجکل پرائیویٹ سیکٹر میں ماڈرن خواتین کو باحجاب اور دوپٹہ اَوڑھنے والی خواتین پر ترجیح دی جا رہی ہے۔ بہت سی باصلاحیت خواتین حالات سے تنگ اور مجبور ہو کر اپنے دوپٹے کی قربانی دیتی ہیں جہاں تک سوال آزاد میڈیا کا ہے تو وہاں ہمیں کوئی نیوز اَینکر یا اَینکر پرسن سکارف اوڑھے اور دوپٹہ اَوڑھے مشرقی اور اِسلامی تہذیب کی عکاسی کرتی نظر نہیں آتی، ہماری آبادی کا تقریبًا ۴۹ رفیصد حصہ خواتین پر مشتمل ہے، اِس وقت خواتین تعلیم کے میدان میں مردوں سے آگے بڑھ گئی ہیں، ہر سال پوزیشن ہولڈرز زیادہ تر لڑکیاں ہوتی ہیں، پاکستان میں ۹۰ رفیصد خواتین دوپٹہ اَوڑھتی ہیں۔ ہمارا میڈیا اِس اِنتہائی کم تناسب کی نمائندگی کر رہا ہے۔ ماس کمیونیکیشن پڑھنے والی میری بہت سی دوست جنہوں نے ایک مثبت جذبے کے تحت اِس فیلڈ کو اَپنایا تھا اور اپنی زندگی کے قیمتی سال اِس پر صرف کیے تھے آج اپنے گھروں میں بیٹھی ہیں، اُن کے اَندر ذہانت اور ٹیلنٹ کی کوئی کمی نہیں، اُن کا جرم اپنے دین اور اپنی تہذیب سے محبت کرنا ہے اور میڈیا کی اِس غلط ڈیمانڈ پر پورا نہ اُترنا ہے۔ میری ایک دوست جنہوں نے

پنجاب یونیورسٹی سے ماس کمیونیکیشن میں تعلیم حاصل کی، ایک ٹی وی چینل نے نہ صرف اُن سے پروگرام کا آئیڈیا لیا، تمام پروگرامز کا ریسرچ ورک کروایا اور اُس کے بعد یہ پروگرام ایک خوبصورت اور ماڈرن اَداکارہ کو دے دیا جس کا ماس کمیونیکیشن میں کوئی تعلیمی بیک گراونڈ نہیں تھا۔ اور تو اور اُسے طے شدہ معاوضہ بھی اَدا نہیں کیا گیا، اِس اِستحصال کی وجہ محض اِسکا سکارف تھا۔ اِسی طرح میری کئی دوستوں کو جاب ریکوائرمینٹ کے نام پر دوپٹہ اُتارنے کا بھی کہا گیا اور اگر کسی نے اِحتجاج کیا تو اُن کو کہا گیا کہ آپ کو کس نے کہا یہ فیلڈ اپنائیں یعنی اِسلامی جمہوریہ کے میڈیا کی فیلڈ میں مثبت سوچ رکھنے والی باحجاب، باصلاحیت خواتین کی کوئی جگہ نہیں۔

اَفسوس کا مقام ہے کہ نوکری کے حصول کے لیے اُنہیں مغربی تہذیب کے پیمانوں پر پرکھا جاتا ہے۔ ہم فرانس اور مغربی ممالک میں نوکری کرنے والی خواتین کے سکارف اَوڑھنے پر پابندی لگانے پر تو واویلا کرتے ہیں، تو کیا اِسلامی جمہوریہ کے اَندر یہی پابندی موجود نہیں ؟ اگر ایسا نہیں ہے تو میڈیا پر ۹۰ رفیصد آبادی کی نمائندہ مشرقی تہذیب کی عکاس خواتین کیوں نظر نہیں آتیں ؟ کیا برصغیر کی تقسیم لاالٰہ الا اللہ کی بنیاد پر نہیں ہوئی تھی ؟ جس کے تحت اپنے دینی تہذیب اور ثقافت کے مطابق زندگی گزارنے کا وعدہ کیا گیا تھا، کیا قائداعظم نے اپنے بے شمار خطابات میں پاکستانی قوم کو اِسی کی خوشخبری نہیں دی تھی ؟ آج وہ وعدے اور خوشخبریاں کہاں گئیں، یہ صورتِ حال حکومت کے لیے لمحہ فکریہ ہے اور پاکستانی قوم کے لیے بھی۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۵ راپریل ۲۰۱۵ء)

✿ ✿ ✿

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اپنے کاروبار کی تشہیر

اور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں !

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

بانئ جامعہ کا مختصر تعارفی خاکہ

﴿ بقلم : محبوب علی، متعلم جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس سرہٗ نے ۱۹۴۷ء میں ایشیاء کی عظیم درسگاہ دارُالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی، فارغ ہوتے ہی آپ شیخ العرب والعجم حضرت اَقدس مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی قدس سرہٗ کے دستِ اَقدس پر بیعت ہوئے، ۱۹۴۹ء میں حضرت مدنیؒ نے آپ کو خلافت عطاء فرمائی، ۱۹۵۲ء میں آپؒ ہندوستان سے پاکستان تشریف لائے یہاں آپؒ نے مولوی فاضل کا اِمتحان بھی دیا اور اَوّل پوزیشن سے پاس ہوئے پھر آپ نے میٹرک اور ایف اے کیا اور بی اے تک تعلیم حاصل کی، شروع میں آپؒ نے جامعہ اَشرفیہ لاہور میں تدریس کی خدمات اَنجام دیں پھر کچھ عرصہ کے بعد آپؒ نے جامعہ مسجد حنفیہ گلی اَکھاڑا بوٹا مل لاہور میں ''اَحیاء العلوم'' کے نام سے مدرسہ قائم فرمایا، تعلیمی کام میں جب اِضافہ ہونے لگا تو جگہ چھوٹی پڑ گئی پھر آپؒ نے مسلم مسجد لوہاری گیٹ اور مکی مسجد اَنارکلی اور مسجد نیلا گنبد کو اپنی تعلیمی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور مدرسہ کا نام اپنے شیخ کی نسبت سے ''جامعہ مدنیہ'' رکھا۔ حضرت بانئ جامعہؒ کے اِس لگائے ہوئے گلشن میں وقت کے چوٹی کے علماء و مدرسین جمع ہوگئے جن میں اَکثریت فضلاء دارُالعلوم دیوبند و تلامذہ حضرت مدنیؒ کی تھی۔

آپؒ نے بعد اَز نمازِ مغرب مسلم مسجد میں ''درسِ حدیث'' کا سلسلہ بھی جاری فرمایا جو لوگوں میں بہت مقبول ہوا جب طلباء کی تعداد بڑھ گئی تو اِن تین جگہوں کا کام سنبھالنا مشکل ہوگیا تو آپؒ نے اَحباب کے مشورے سے ۱۹۶۳ء میں کریم پارک راوی روڈ لاہور میں بڑے پیمانے پر مدرسہ قائم فرما کر اُس کی تعمیر کا آغاز فرمایا، اللہ رب الغفور کی مدد شاملِ حال رہی اور اللہ رب العزت کے نیک بندے تعمیری کام میں دِن رات لگے رہے اور کچھ دنوں ہی میں مدرسہ کی عمارت اچھی خاصی تعمیر ہوگئی چنانچہ

آپؒ ۱۹۶۵ میں مسلم مسجد سے جامعہ مدنیہ کریم پارک منتقل ہوگئے اور تا دمِ حیات اِسی مدرسہ میں قیام پزیر رہے۔ آپؒ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے مدرسہ کی ایسی خدمت کی کہ اِس کو مُلک کے معروف اور عظیم مدارسِ عربیہ کی صف میں لا کھڑا کیا، آپؒ ہی مدرسہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث قرار پائے اور آخیر زندگی تک اِسی منصب پر فائز رہے، آپؒ نے مدرسہ میں درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ شعبہ تجوید وقراء ات اور شعبہ تخصص فی الافتاء بھی قائم فرمایا، فنِ طب وحکمت کے ساتھ شعبہ کتابت کا بھی اِجراء فرمایا، آپؒ کو علمی کتابت کے جمع کرنے کا شوق تھا اِس لیے آپؒ نے دقیع کتب خانہ بھی قائم فرمایا۔

حضرتؒ جامعہ مدنیہ کی اِس عمارت کو تعلیم کے لیے ناکافی خیال فرماتے تھے آپؒ کی درینہ خواہش تھی کہ اِس سے بھی کئی گنا بڑا مدرسہ قائم کیا جائے جس میں سات آٹھ ہزار طلباء رہ کر تعلیم حاصل کر سکیں لہٰذا آپؒ نے جگہ تلاش کرنا شروع کر دی حتیٰ کہ ۱۹۸۰۔۱۹۷۹ء میں رائیونڈ روڈ پر تقریبًا پچاس جریب رقبہ خرید کر ''مدرسہ'' اور ''خانقاہ'' کے لیے وقف فرمادیا۔

حضرتؒ نے بہت سی کتب بھی تالیف فرمائیں جس میں ''فاضل بریلوی کا ترجمہ قرآن'' اور ''فاضلِ بریلوی کا فقہی مقام کی حقیقت'' کے نام سے دو کتابیں بھی شامل ہیں۔

حضرتؒ سیاسی رہنما بھی تھے، آپؒ اَکابر کی جمعیت علماء اِسلام کے پلیٹ فارم سے سیاسی خدمات اَنجام دیتے رہے۔ ۱۹۸۵ء سے تاحیات آپؒ جمعیت علماء اِسلام کے مرکزی اَمیر بھی رہے، آخر وہ وقت آگیا کہ ۳ر مارچ ۱۹۸۸ء میں جمعیت علماء اِسلام کے رہنما شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنیؒ کے شاگردِ رشید وخلفیہ مجاز، مؤرخِ ملت حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ کے جانشین، ہزاروں لوگوں کے شیخ، طلباء علوم نبوت کے عظیم اُستاذ، عالمِ ربانی شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّدنا ومرشدنا سیّد حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ اپنی رُوحانی وجسمانی اَولاد کو چھوڑ کر اپنے خالق ومالک اللہ رب الکریم سے جا ملے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .

جنازہ کی نماز یونیورسٹی گراؤنڈ لاہور میں اَدا کی گئی ، اِمامت کے فرائض خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اَدا کیے جس میں علماء و مشائخ کے علاوہ بے شمار عقیدت مند حضرات نے بھی شرکت کی ، تدفین قبرستان میانی صاحب لاہور میں احاطۂ حضرت طاہر بندگیؒ میں عمل میں آئی۔ حضرتؒ نے اپنے پیچھے پانچ صاحبزادے اور نو صاحبزادیاں چھوڑیں، بڑے دونوں صاحبزادے حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب اور حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب اپنے والد گرامیؒ ہی سے بیعت تھے، حضرتؒ کے اِنتقال کے بعد حضرتؒ کے خلیفہ اَجل حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحبؒ نے آپ کو اِجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا، حضرتؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب جامعہ مدنیہ قدیم کریم پارک لاہور کے مہتمم ہیں اور دُوسرے صاحبزادے حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کے مہتمم ہیں، ماشاء اللہ دونوں صاحبزادے حضرتؒ کے لگائے ہوئے گلشنوں کی دِن و رات خدمت کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ، آمین۔

تیسرے صاحبزادے حضرت مولانا سیّد وحید میاں صاحب فراغت کے بعد ہی ہندوستان میں مقیم ہوگئے تھے۔

چوتھے صاحبزادے حضرت مولانا سیّد مسعود میاں صاحب جامعہ مدنیہ قدیم میں تدریس کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

سب سے چھوٹے صاحبزادے حافظ سیّد مقصود میاں صاحب (مرحوم) دورانِ طالبعلمی ہی میں ۱۹۹۵ء میں جامعہ کی مسجد میں تراویح میں قرآن کریم سناتے ہوئے بوجہ برین ہیمرج اِنتقال فرما گئے تھے۔

اللہ رب العزت حضرتؒ کے لگائے ہوئے گلشنوں کی حفاظت فرمائے ، اُن کو دِن دُگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے اور حضرتؒ کے صاحبزادوں سے دین کی مزید خدمت لے کر قبول فرمائے ، آمین۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۴/اپریل کو جمعیۃ علماءِ اِسلام کے جنرل سیکرٹری و ڈپٹی چیئرمین سینٹ آف پاکستان حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری بعد اَز نمازِ عصر جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی، آپ نے حضرت اور دیگر اَساتذہ جامعہ کے ساتھ چائے نوش فرمائی اور ملکی و بین الاقوامی حالات پر گفتگو فرمائی۔

۱۲/اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، مولانا عبداللطیف صاحب کی دعوت پر اُن کے مدرسہ جامعہ عمر فاروقِ اعظمؓ للبنات میں تکمیل بخاری شریف کے لیے بیدیاں تشریف لے گئے جہاں آپ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھائی اور علم کی عظمت واہمیت پر بیان فرمایا۔

۲۴/ جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ/۱۴/اپریل ۲۰۱۵ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں تکمیلِ بخاری شریف کی پُر وقار تقریب منعقد ہوئی، اِس تقریب کا آغاز تلاوتِ کلام اللہ سے ہوا، جامعہ مدنیہ جدید کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا خالد محمود صاحب اور جامعہ کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب نے مختصر بیانات فرمائے، بعد اَزاں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھائی، آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی مدظلہم نے مختصر بیان فرمایا اور اُمت مسلمہ کے لیے دُعا فرمائی، دُعا کے بعد جامعہ کے فضلاء کی دستار بندی ہوئی۔

اِس مبارک تقریب میں حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی مدظلہم کے ہمراہ حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی، جناب نصرت اللہ صاحب و دیگر رُفقاء بھی تشریف لائے اور دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور قیلولہ کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

۱۵؍اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، مولانا خلیل الرحمٰن صاحب کی دعوت پر شبانِ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام آٹھویں سالانہ تاجدارِ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی غرض سے کوئٹہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے بنات کے ایک مدرسہ میں ختم بخاری شریف کی تقریب میں شرکت کی اور آخری حدیث پڑھائی ۔اِسی روز شبانِ ختم نبوت شہیدین یونٹ کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب فرمایا۔اَگلے روز جامعہ تجوید القرآن سرکی روڈ میں مہتمم واَساتذہ سے ملاقات کی، بعد اَزاں جامعہ اِمدادیہ سریاب روڈ کے سابق اُستاذ حضرت مولانا کمال الدین صاحب مرحوم کی تعزیت کے لیے جامعہ اِمدادیہ تشریف لے گئے ،دوپہر کو جامعہ مدنیہ جدید سریاب میں ختم نبوت کے حوالے سے ایک پروگرام میں شرکت کی، بعد اَز نمازِ ظہر جامعہ حفصہ للبنات دیبہ کوئٹہ میں ختم بخاری کی تقریب میں شرکت کی اور آخری سبق پڑھایا۔نمازِ مغرب کے بعد بلوچستان کے معروف مفتی حضرت مولانا روزی خان صاحب سے ملاقات کی، بعد اَزاں شبانِ ختم نبوت اَبوذر غفاریؓ یونٹ کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس سے خطاب فرمایا، اگلے روز نمازِ جمعہ سے پہلے شبان ختم نبوت کے ذمہ داران سے گفتگو فرمائی، نمازِ جمعہ اریگیشن مسجد سریاب میں پڑھایا، بعد اَزاں بلوچستان کے نامور عالم دین حضرت مولانا سیّد عبدالستار شاہ صاحب سے ملاقات کی، اِسی روز بعد مغرب شبانِ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام آٹھویں سالانہ تاجدارِ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی اور سامعین سے خطاب فرمایا۔ اگلے روز بروز ہفتہ صبح نو بجے کارکن شبانِ ختم نبوت بھائی اَمان اللہ صاحب کے گھر میں علماءِ کرام اور خواص کے مجمع سے مختصر خطاب فرمایا۔

جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب مد ظلہم ۴؍اپریل کو عمرہ کی سعادت حاصل کرنے تشریف لے گئے اور ۱۴؍اپریل کو بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے۔

جامعہ مدنیہ جدید میں ۱۸؍جمادی الثانی کو سالانہ اِمتحانات منعقد ہوئے اور ۳؍رجب المرجب سے جامعہ میں سالانہ تعطیلات ہوگئیں۔

۲۱؍اپریل کو جامعہ مدنیہ جدید کے مہتمم و شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب عمرہ کی سعادت کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے، اللہ تعالیٰ آپ کے اِس سفر کو آسان و قبول فرمائے۔

۲۶؍رجب ۱۴۳۶ھ/ ۱۶؍مئی ۲۰۱۵ء کو اِمتحانی مرکز جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات ہوں گے اِنشاء اللہ جس میں کل 168 طلباء شرکت کریں گے۔

❁ ❁ ❁

بقیہ : پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے

حضرت عزیر علیہ السلام اپنی قوم میں کئی سال رہے اور پھر رِحلت فرما گئے، جب آپ اِس دُنیا سے رُخصت ہو گئے تو آپ کی قوم بنی اِسرائیل نے آپ کے متعلق قصے گھڑ لیے اور کہنے لگے کہ آپ (اَلعیاذ اللہ) اللہ کے بیٹے تھے، جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اَولاد سے پاک ہے، قرآنِ پاک میں اِرشاد ہے :

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ (سُورۃ الاخلاص)

''تو کہہ ! وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا گیا، اور نہیں اُس کے جوڑ کا کوئی۔''

❁ ❁ ❁

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اَور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اَور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔ (ادارہ)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں "جامعہ مدنیہ جدید" محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور